اِس دشتِ پُرسراب مین بہکے بہت پہ حیف
ہوناتھا زندگی ہی مین منہ شیخ کا سیاہ
اے ابراپنی گریہ مین جس وقت جوش تھا

دیکھا تو دو قدم پہ ٹھکانا تھا آب کا
اِس عمر مین ہے ورنہ مزا کیا خضاب کا
ولہ جو قطرہ اشک کا تھا سو طوفان بدوش تھا

قائم۔ تو اپنی ہستی نہ سمجھا کہان تلک
ھر دم شرار و برق سے کیا ارض کیا سما

ق اے خانمان خراب کوئی یہ بھی ہوش تھا
ہر ایک تیرے سر سنہ پہ تبسم فروش تھا

ٹکڑے کب غم نے یہ جگر نہ کیا
موجِ گرداب کیطرح ہم نے

ولہ نہ کیا نالہ ہم نے پر نہ کیا
گھر سے باہر کبھو[۱] سفر نہ کیا

دوس[۲] کیا دیجے جور کو قائم
بند گھر کا مین آپ در نہ کیا

کیا مین کیا اعتبار میرا
ناصح بولے[۳] ہے یون کہ گویا
وہ کشتی مے دے اب کے ساقی

خواری لبس افتخار میرا
دل پر ہے کچھ اختیار میرا
جس مین کھیوا ہو پار میرا

قائم ہون اگرچہ ھیچ لیکن
کیا یہ کچھ ہے اعتبار میرا

دیا فلک نے ہمین عز و جاہ یا نہ دیا
یہ کیا ستم تھا طلب مدعا کی دی ہمکو

غرض یہ ذکر مناسب ہے کیا۔ دیا نہ دیا
جو کام دل ہی فلک حسب مُدعا نہ دیا

[۱] کبھو دہلی و لکھنو مین اب بھی بولا جاتا ہے مگر نظم و نثر مین متروک ہی ۱۲ [۲] الزام کے معنی پر ہے ۱۲

[۳] بولے ہے دلی مین اب بھی محاورہ ہے مگر اور سب جگہ متروک ہو گیا حتی کہ اہلِ دہلی بھی بمجبوری ترک کرتے جاتے ہین ۱۲

حسن کے شور اوس لب شکر خا کا ۔ ہو گیا بند دم مسیحا کا

جون[۵۱] نگین کسقدر ہین طالب نام ۔ روسیہ ہوان اہل دنیا کا

مین کیا کہون کہ جو کچھہ مجھپہ زیر دام ہوا ۔ وہی یہ سمجھے جو بڑہ[۵۲] پیانہ اور تمام ہوا

سرائے دہر عجب دلفریب ہے کہ جہان ۔ خبر ہی کوچ کی ہو لے جو اک مقام ہوا

وله

شب جو دل بیقرار تہا کیا تہا ۔ کسیکا انتظار تہا کیا تہا

عرصہ عمر جسکا نام ہے آہ ۔ برق تہی یا شرار تہا کیا تہا

وله

بیدماغی سے نہ اوس تک دل رنجور گیا ۔ مرتبہ عشق کا یہان حسن سے بہی دور[۵۳] گیا

آہ پہلو مین سے میرے دل رنجور گیا ۔ تا کجا ضبط نفس کیجیے کہ مقدور[۵۴] گیا

جس جگر سے کہ یہ دل نوک مژہ تک پہنچا ۔ کب سردار یہ اس دہوم سے منصور گیا

وله

کب یہ کہتا ہون کہ تیرا مین گنہگار نہ تہا ۔ لیکن اتنی تو عقوبت کے سزاوار نہ تہا

وله

اب تک بہی مین جیتا ہون جو آتا ہے تجہے آ ۔ پہر فائدہ جب ہو ہی چکے کام کسیکا

خوبان کی طرف[۵۵] رکہنے کا بندہ ہون نہین قائم ۔ ملتے ہین کہین نام سے بدنام کسیکا

[illegible]

کیون مضطرب رکہا تو مجہے اے فلک سدا ۔ ظالم نہ تہا مین دل تو کسی بیقرار کا

نے وعدہ اوسکے ساتہہ نہ پیغام کیا کہون ۔ پوچہے کوئی سبب جو مرے انتظار کا

اوس زلف و رو سے کونسی نسبت ہمین تہی لیک ۔ یہ بہی اک اتفاق ہے لیل و نہار کا

وله

کبہو تو غیر سے رنجش تمہین کبہو اخلاص ۔ طرف جو اوسکی نکرتا تو مین کدہر ہوتا

---

۵۱ جون کا لفظ اب محاورہ مین نہین ہے ۱۲ ۵۲ مصنف کے عہد مین بڑہنے کا لفظ مخلوط ہ کے ساتھہ تہا ۱۲

۵۳ یعنی بڑھ گیا ۱۲ ۵۴ یعنی مقدور نہین رہا ۱۲ ۵۵ طرف رکہنا اور کرنا طرفداری کرنے کے معنی پر ہے ۱۲

بھلا [۵۱] ہوا کہ مین فارغ ہون دین و مذہب سے — کسے دماغ تہا اِک اور دردِ سر ہوتا

قدِ خمیدہ سے گر شرم - تا کجا قائم
پھرے گا حلقۂ صفت یان تو دربدر ہوتا

ولہ

ہم بہی ہر طرح ترے دور سے مین دل شاد کیا — ہچکی گر آئی تو سمجھے ہین کہ تین [۵۲] یاد کیا

کہتے ہین یاد مین تری وہ موا جاتا ہے — بہول کر بہی نہ کبہو تو نے جسے یاد کیا

جس کسی نے یہ کہا تم سے غلط جھوٹ خلاف — کسکے آگے مین ترا شکوہ بیداد کیا

جھوٹ گر دام سے ہم گرچہ رہے گلشن مین — پر تری قید کو صیاد بہت یاد کیا

کس جگہ ڈہونڈیئے قائم تجھے اپنا نہ خراب
جانئے [۵۳] کون سے جنگل کو تو آباد کیا

مین اس چمن سے اور یہ مجھسے چمن گیا — لے دل مین اپنے حسرت سرو سمن گیا

اے تاب ضبط نالہ کہین منصفی بہی ہے — کب تک رُکون مین آہ کلیجا تو چھن گیا

ولہ

مین عشق مین بتان کے دل و دین تو کھو چکا — ناصح تو کیون بکے ہے جو ہونا تھا ہو چکا

قائم ضرور کیا ہے اب اوس جنگجو سے صلح
مدت ہوئی کہ جان سے مین ہاتھ دھو چکا

ولہ

رکہین اپنے تئین [۵۴] ہم کس طرح دوست — ہو تجہسا شخص جب دشمن ہمارا

ہوس سے ہم کیا تہا عشق اوّل — وہی آخر کو ٹھہرا فن ہمارا

ولہ

نہ پہنچا کان تک اُس جنگجو کے حال مرا — خدا بہلا کرے نالہ کی نارسائی کا

[۵۱] ایک نسخہ مین یون ہے - (بہلا ہوا کہ نہ کی مین صداع غم کی دوا ۱۲ [۵۲] تین کا لفظ اہلِ شہر اب نہین بولتے ۱۲

[۵۳] کیا جانیئے ۱۲ [۵۴] اپنے کے ساتھ تئین کا لفظ اب بہی نظم و نثر مین جاری ہے ۱۲

بتان نہ سمجہو کہ **قائم** ہے دیر کا پابند
تماشا[51] بین ہے یہ رند اک خدائی کا

جو کوہکن سے تجہے قوت ہی آزمانا تہا	عوض پہاڑ کے شیرین سے دل اُٹہانا تہا
اندہیری رات یہ کوچہ مین مست یار حریف	غلط کیا مین سمجہے اسطرف نہ آنا تہا
معاملہ ہے یہ دل کا اسے کہیگا وہ کیا	پیام بہیکے ہمین ساتہ آپ جانا تہا
شکن جو زلف کی آئی بناسکے تم تو کیا	دلِ شکستہ کسیکا کبہو بنانا تہا
یہ سچ کہ جہوٹ ہے دعوی دوستی لیکن	کبہو ہمین بہی تو اک بار آزمانا تہا

تو دل کو ڈہونڈ ہے ہے سینہ مین اب تلک اے غم	ولہ	کبہی کا خون ہو آنکہون سے گر گیا ہوگا

گلی سے اوسکی جو **قائم** کو لائے ہم تو کیا
یہ دل پہ نقش ہے اب تک وہ پہیر گیا ہوگا

ہے فصل گل نہ رو[52] سے گریبان دیکہنا	جو کچہ کہے بہار سو ٹک مان دیکہنا
پل مارتے کرے ہے اشارون سی متہم	ٹک[53] اوس ستم ظریف کا بہتان دیکہنا
بہتر ہے کوے یار سے رخصت ہو اب تو دل	باقی جو زندگی ہے تو پہر آن دیکہنا
شاید کہ دل مرا ہی کہین ہووے اے نسیم	کوچہ کی اوسکے خاک تو ٹک جہان دیکہنا

قائم قدم سنبہال کے رکہ کوے عشق مین
یہ راہ بے طرح ہے مری جان دیکہنا

ظالم کیا تو ہے تو مجہے قتل بیگناہ	پوچہون گا پر کبہو کہ مرا کیا گناہ تہا

[51] تماشا کا الف گرانا آپ غلط سمجہتے ہین ۱۲ [52] یعنی گریبان کا منہ نہ کرنا ۱۲ [53] ٹک ذرا کے مقام پر بولتے ہین ۱۲

جیتا ہی ہو خدا کرے قائم یہ تجھ بغیر
احوال اوس جوان کا نہایت تباہ تہا

پڑہ کے قاصد خط مرا اوس بدگمان نے کیا کہا — وله — کیا کہا پہر کہہ بتِ نامہربان نے کیا کہا
غیر سے ملنا تمہارا سُنکے ہم تو چپ رہے — پر سُنا ہوگا کہ تم کو اِک جہان نے کیا کہا

پہر کے جو وہ شوخ نظر کر گیا — وله — تیر سا کچھ دل سے گزر کر گیا
خاک کا سا ڈہیر سر رہ ہون مین — قافلۂ عمر سفر کر گیا
چپ کے ترے کوچہ سی گزرا مین لیک — نالہ اِک عالم[۵۱] کو خبر کر گیا

ٹوٹا جو کعبہ کونسا[۵۲] یہ جای غم ہے شیخ — وله — کچھ قصر دل نہین کہ بنایا نجائیگا
آتش تو دی تہی خانۂ دل کے تئین مین آپ — پر کیا خبر تہی یہ کہ بجہایا نجاے گا

غرور مجہکو نہین شیخ بے گناہی کا — وله — امیدوار ہون مین رحمتِ الٰہی کا
نکر غرور تو منعم کہ دم مین مثل حباب — بباد[۵۳] جاتے مین دیکہا ہے چتر شاہی کا

دل ہی جانے ہی کیا کہون مین اوسے — وله — مجھ سے جو اختلاط تہا دل کا
پیٹہہ پیچھے گلا تو بد ہے ولے — مُنہ دکہاوے نہ پہر خدا دل کا

مرتے مرتے بہی نہ جن[۵۴] نے کبہو آرام دیا — وله — واے قسمت کہ ہمین یہ دلِ خود کام دیا

زخم یکسان ہے دل وجان مین نگہ کا تیری — وله — کچھ نہ سمجہا مین کہ یہ تیر کدہر سے گزرا
موج دریا سے مماثل ہے جہان کا احوال — پہر نہ دیکہا مین اوسے یہان جو نظر سے گزرا

۵۱ ع اور ح اور ہ کا گرانا مرزا قتیل نے جائز کر دیا تہا میر و سودا ابھی اِسکے پابند نہ تہے مگر اب متروک ہے ۱۲ ۵۲ کون سی یہ جاے غم ہے ۱۲ ۵۳ برباد کے مقام پہ بباد اب خلاف محاورہ سمجھتے ہین ۱۲
۵۴ جن کا لفظ نے کے ساتہ اب محاورہ سے چھوٹتا جاتا ہے ۱۲

بھیج اوسے کوچہ مین اوسکے مین نپٹ[۵۱] نادم ہون
فرق ہوسے نہوا موسے کمر کا ظاہر

قاصد آوے کہین یارب مین خبر سے گزرا
کُس سکے جوڑا جو ترسے مو کا کمر سے گزرا

داغ دل نے جو دم سرد سے دیکھا قائم
شمع کے جی پہ وہ کب باد سحر سے گزرا

ولہ

درد دل کچہ کہا نہین جاتا
آہ چُپ بہی رہا نہین جاتا

روبرو میرے غیر سے تو ملے
یہ ستم تو سہا نہین جاتا

ہردم آنے سے مین بہی ہون نادم
کیا کرون پر رہا نہین جاتا

ولہ

گو تغافل سے میرا کام ہوا
پر بہلا تو تو نیک نام ہوا

کب تلک آہ و نالہ بس اے دل
خواب ہمسایہ پہ حرام ہوا

ہے جون حباب وہ کہ دم کی زیست جسپہ کوئی
کہے یہ بات کہ خالی رہا ایاغ مرا

گیا نہین ہون مین یہان اوس طرق سے قائم
کہ جست و جو سے کوئی پا سکے سراغ مرا

جو یہان جئے ہے تو غافل بچشم نم جینا
کہ جون حباب ہے عالم مین ایک دم جینا

سلوک عشق کوئی ہر کسی سے ہو ہی[۵۲] کہ یہان
ہر ایک گام ہے مرنا ہر اک قدم جینا

ولہ

تن آسودہ کم لیتے ہین بازار محبت مین
جو وہان جائے تو ٹوٹا دل کوئی یا چشم تر لیجا

کتا کش موج سے کرنا کوئی مقدور ہی خس کا
مین اور تیری رضا پیارے جدہر چاہی ادہر لیجا

طلب مین عشرت دنیا کی مت کہو عمر دہ روزہ
یہ عشرہ ہے دہے[۵۳] کا سا اسے غم مین بسر لیجا

---

۵۱ نپٹ اب نہین بولتے ۱۲ ۵۲ ہو ہی ہوئی ہے کے مقام پر پہلے بولتے تہے اب دونون متروک ہین ایسے مقام پر ہوتا ہے بولتے ہین ۱۲ ۵۳ دہے محرم کے عشرہ کو پہلے کہتے تہے اب متروک ہی ۱۲

گالی تو دی ہے یار نے بوسہ نہ گو دیا	ولہ	آتا تو کچھ نہیں ہے ترا اوسپہ جو دیا
پوچھ آ کے ہم سے حسرتِ وقتِ درو۔ کہ ہم		اک شہر زمین شور مین یان تخم بو دیا
تجھکو غرور و ناز ہمین عجز اور نیاز		جو کچھ کہ تھا کسیکے سزاوار سو دیا

ہنسنے کا یار یہ بھی کوئی طور ہے کہ آج
قائم نے تیرے ہاتھ سے گھبرا کے رو دیا

سیکڑون صلح کے انداز کئے گردون نے	ولہ	اِس کمینہ سے یہ ہمنے ہی مدارا نہ کیا
ڈول دکھنے کا مرے دل کے وہ کیا سمجھے گا		درد پہلو سے جو تا صبح پکارا نہ کیا

قائم اب عشق مین ہنس[1] چک کے جو ڈھونڈھے ہی نجات
کیون تو پہلے ہی مری جان کنارا نہ کیا

آج ہے اہلِ قلم کون مری مژگان سا		بحر کے قطرون کا انگشت پہ کر لے جو حساب

رات کو چین ہے نہ دنکو تاب	ولہ	دل ہے یا رب کہ پارۂ سیماب
اب کہان مین کدہر ہے مے ناصح		یہ بھی تہا مقتضائے عہد شباب

دل گنوانا تھا اسطرح قائم
کیا کیا تو نے ہائے خانہ خراب

ہو گرا ایسے ہی مری شکل سے بیزار بہت		تم سلامت رہو بندہ کے خریدار بہت
پھر گر جب خفگی آئی سو جھگڑا کیا ہے		تم کو خواہندہ بہت ہم کو طرفدار بہت
شیخ مجھکو نہ ڈرا گور کے اندہیارے سے		ہجر کے کاٹے ہین مین نے تو شب تار بہت

قائم آنکہ ہے مجھے رحم جوانی پہ تری

[1] ہنس چک کے اور لکھ چک کے وغیرہ اب محاورہ نہین ہے ۱۲

مر چکے ہین اسی آزار کے بیمار بہت

اگرچہ شیخ ہے پینا شراب فعل شنیع		یہ کیا کرون کہ کئی دن سے تھی ہوا باعث
نہ جرم اوسکا ہے ثابت نہ کچھہ مری تقصیر		خدا ہی جانے کہ رنجش کا کیا ہوا باعث
طرح اوس آب کے جو پیرنے سے ہو درہم		ہوئے ہین میرے تشتت کے آشنا باعث
مانگے[1] ہے ترے ملنے کو بطرح دل سو آج	وله	کل کیا ہے مریجان جو ملنا ہے تو مل آج
اے گریہ تو خاطر سے مرے کیجو نہ صرفہ		ہین خونِ دلِ خستہ کیا تجھہ سے بجل آج
ناصحا یو بہ نہ احوال خموشی مجھہ سے	وله	ہے یہ وہ بات کہ آتی نہین تقریر کے بیچ
دیر آنا بھی ہے اِک لطف نہ ہیا تنک ظالم		جی ہی جاتا رہے اِک شخص کا تاخیر کے بیچ
جی بھی لے دل لیا ہے تو چل یک نشد دو شد	وله	تا پھر وہ تازہ ہووے مثل یک نشد دو شد
بدخو تھا ایک تو وہ یوہین تس پہ ہمنشین		اغوا یہ غیر کے ہے عمل یک نشد دو شد
وعدہ جو کل کا آج پہ تھا سو ہوا خلاف		پھر آج آپ کہتے ہین کل یک نشد دو شد
تھا اِک شبِ فراق سے عاشق کا دن سیاہ		آئی اَب اوسپہ شام اجل یک نشد دو شد
پہلے تو وہ نگاہ ہی ٹیڑہی تھی مجھسے لیک		پڑتے ہین اتنے بھون مین بھی بل یک نشد دو شد
کل صبر و طاقت اوسکی گلی مین ہوئی تھی گم شد		خالی ہے آج دل سے بغل یک نشد دو شد
ہمنشین کہہ لے قصۂ مجنون	وله	ہم کو بھی دل کی داستان ہے یاد
غنچہ کاٹے تھا جسکو دیکھہ کے لب		کیون صبا تجھکو وہ دہان ہے یاد

آہ اے پیر چرخ قائم نام
یہان جو رہتا تھا اک جوان ہے یاد

[1] مانگنا یہان چاہنے کے محل پر ہے ۱۲

تھی وفا اوس مرتبہ یا بیوفائی اسقدر — آشنائی اوس قدر نا آشنائی اسقدر

ولہ

بے شغل نہ زندگی بسر کر — گر اشک نہین تو آہ سر کر
دے طول امل نہ وقت پیری — شب تھوڑی ہے قصہ مختصر کر
کچھ طرفہ مرض ہے زندگی بھی — اس سے جو کوئی جیا سو مر کر
کعبہ کے سفر مین کیا ہے زاہد — بن جائے تو آپ سے سفر کر
یہ دھر ہے کارگاہ مینا — جو پانو رکھے تو یہان سو ڈر کر
وہ باعث زیست شاید آجائے — اے جان تو جائیو ٹھہر کر
فرصت ہے غنیمت آج غافل — جو ہو سکے نفع یا ضرر کر

تعمیر یہ گھر کی مر نہ اے دل
قائم کی طرح دلون مین گھر کر

تھی تو اک بات - یہ کیا کہیے کہ یہان تو پیارے — نکلی ہی پڑتی ہے تلوار کمر سے باہر
دیکھے ڈھنگ[لے] تجھے ہر وقت نکل جاتے تھے — دل مین اب آتے ہو جاؤگے کدھر سے باہر
نالہ روکا تو مین لیکن یہی ڈر ہے جون شمع — ہو نہ یہ شعلہ کہین پھوٹ کے سر سے باہر

ولہ

بھلا اے ابر مژگان ٹک تو بس کر — ابھی تو کھل گیا تھا تو برس کر
نہین کہتا مین دل ترک تمنا — یہ جتنی ہو سکے اوتنی ہوس کر

ولہ

حشر کفر و دین یہ ہے کیا منحصر — ہان ولا خذ ما صفا دع ما کدر
فیض حق آتے ہین پے در پے چلے — بیٹھ تو اک دم تو غافل منتظر

جا ہے قائم جام تو حافظ کیطرح

لے یعنی ڈھنگ بتا دے کر ۱۲

کہ الا یا ایہا الساقی اور

دل مین اپنے نہین کوئی جز یار
لیس فی الدار غیرہ دیار

کفر و دین سے نہین کچہہ آپ[۱] کو بحث
سر تسبیح و گردن زنار

ہم نے دیکھا ہے داغ دل قائم
وقنا ربنا عذاب النار

واقف نہین ہم کہ کیا ہے بہتر
جز یہ کہ تری رضا ہی بہتر

دیتا ہے وہی طبیب حاذق
بیمار کو جو دوا ہے بہتر

کس سے کہون حال بد کہ وہ آپ
کچہہ مجہہ سے بہی جانتا ہے بہتر

لے نالہ خبر کہ زخم دل کا
پہر کہتے ہین ہو چلا ہے بہتر

ہر عضو ہے دلفریب تیرا
کہیئے کسے کون سا ہے بہتر

جاتی ہے نسیم اوس گلی کو
اوٹہہ سکیئے تو قافلا ہے بہتر

قائم جو کہین ہین فارسی یار
اوس سے تو یہ ریختا ہے بہتر

گو یہان نہ کسیکو آئے افسوس
حالت تو ہے اپنی جائے افسوس

دیتے تو دیا مین دل کو لیکن
چارا نہین اب سوائے افسوس

ہون کشتہ مین وہان کہ جس جگہ مین
کوئی نہ کسی پہ کہائے افسوس

جون شمع اگر نہ سرد ہون مین
ق کیا کام کرون ورائے افسوس

سے جلتے ہوئے اہل بزم نے یہان
چہوڑا ہے مجہے برائے افسوس

[۱] آپکو زیادہ تر خطاب کے محل پر کہتے ہین یہان اپنے تئین کہنے کا محاورہ ہے ۱۲

قائم وہ عمل کہ بعد تیرے[۵۱]
اِک خلق سے کہے کہ ہاے افسوس

بیتابی کو ذرہ کی ہو وہان کونسی ارزش
یہ دل ہی مرا وادیِ ایمن نہو موسیٰ
مہر آپ کو گنتا ہے جہان نعل در آتش
جرأت سے طلب کیجو نہ یان آنکر آتش

گستاخ نہو خاک نشینون سے کہ قائم
دیکھی ہے چھپی راکھہ مین ہم بیشتر آتش

نہو تو غرہ کہ زاہد بنجانے وہان مقبول
یہ دل ہے مفت تو پیارے دیا نہین جاتا
ترا یہ طاعت و تقویٰ سے ہے یا مرا اخلاص
مین کچھہ تو دیکھہ یون شفقت کرم وفا اخلاص

ولہ

آتش تپ نے کی ہے تاب شروع
شب مین چاہا کرون کچھہ اوس سے سوال
توبہی کر دیدۂ پُرآب شروع
بن سنے ہی کیا جواب شروع

نام سنتے ہی اوس کا بس قائم
پہر کیا تو نے اضطراب شروع

ولہ

سنگ باران شیشۂ عشرت پہ کیجو اے سپہر
اِس چمن مین دیکھیے کیونکر بسر ہوا ہے نسیم
آج آپ مرے حال پہ کرتے ہین تاسف
اے گریہ بس قافلۂ دل نام ہے اِک یار
صوفی ہے وہ بیعلم ہو جو ہستی سے اپنی
لیک دے اتنی تو فرصت بھر لے یہ ابہی ایاغ
ہے مزاجِ نکہتِ گل شوخ اور ہم بیدماغ
اشفاق عنایات کرم مہر تلطف
یہ خستہ بہی بجھہ جائے جو اکدم ہو توقف
کس کام[۵۲] پڑھا تو نے جو یون علمِ تصوف

خاموشی بہی کچھہ طرفہ لطیفہ ہے کہ قائم

---

۵۱ یعنی وہ عمل کر ۱۲ ۵۲ کس کام کا ۱۲

کرنا پڑے جسمین نہ تصنّع نہ تکلف

سیکھے ہو کس سے ہیچ کہو پیاری یہ چال ڈھال
ازو کرشمہ عشوہ و انداز اور ادا
لس بات پہ تیری مین کرون اعتبار ہاے
یکمین پرو دسے کون ہلا سلک لخت دل
گرچہ داغ ہین لالہ کے دل مین چار طرف

ولہ

تم اِک طرف چلو ہو تو تلوار اِک طرف
مین اِک طرف ہون اتنے ستمگار اِک طرف
اقرار اِک طرف ہے تو انکار اِک طرف
مین اِک طرف ہون ابر گہربار اِک طرف
نہ یہ ستم ہے جلا یہان جگر ہزار طرف

نہ داغ عشق سے قائم ترے ہون تن ہی خبر
یہ گل تو آپ کا پہولا ہے ہر چہار طرف

سے رات وعدہ شام سے تجہہ بن سحر تلک
وجہ ترا نشہ کی یہ شدت جہان سے لاگ
قائم جو ہے شمع بزم معنی

قطعہ

سو بار پہر گیا ہون مین آ کے در تلک
اللہ ہی نبا ہے میان آج گہر تلک
مین رات گیا تہا اوس جوان تک

پایا تو ہے ڈھیر آنسوؤن کا
دیکھا تو گداز استخوان تک

اب کے جو یہان سے جائین گے ہم
مشکل ہے نہ آنا تجہہ گلی مین
جو آگے کہا کرے ہین تجہہ سے
جینے ہی سے ہاتہہ اٹہائین کے لیک
گر زیست ہے تجہہ تلک تو پہر کیا

پہر تجہکو نہ منہ دکہائین گے ہم
پر یہ بہی سہی نہ آئین گے ہم
سو اب کے وہ کر دکہائین گے ہم
باتین نہ تری اٹہائین گے ہم
صدقے ترے مر ہی جائین گے ہم

۵۱ مین خبیر ہون یعنی مجہے خبر ہے ۱۲ ۵۲ تیری کے محل پر تجہہ کہا ہے ۱۲

اس پر بھی اگر ملین گے تو خیر
قائم ہی نہ پھر کہاین گے ہم

ہزار جوہر ہین مخفی فلک کے کینہ مین
کرے ہے رخنہ عبث خضر کب سفینہ مین

نہ کاوو کن سے سو دل کے تو ایکدم غافل
جو جانے یہ کہ دیا کیا ہے اِس دفینہ مین

یہ جانتا مین نہین ہون کہ دل سے ہے کیا قائم
پر اک خلش سی رہے ہے مدام سینہ مین

ولہ

گل کا بھی تجھسے کم تو میان رنگ و بو نہین
پر گل کو کیا مین آگ دون لیکر جو تو نہین

مرتا ہون مین تمیز یہ ایام کی کہ یہان
آگے خزف کے دُر کی مرے آبرو نہین

اے گریہ کر نہ ہم سے طلب خونِ دل مدام
یہان گھر فقیر کا ہے کبھو ہے کبھو نہین

آخر نہ سی سکا یہ مرا زخم دل کوئی ؎
سچ ہے کہ چاک شعلہ حریف رفو نہین

اوس سے لے ہستی تک اپنی تفرقہ اک مو نہین
نقطہ و خط دو ہین جو الہ مین لیکن دو نہین

وضع دوران گو خوشامد دوست ہے قائم تو ہو
ہر کس و ناکس سے دب چلنا یہ اپنی خو نہین

ہمسری اوس قد رعنا سے ہی اے سر غلط
تو بھی ہر چند ہے موزون پہ یہ انداز کہان

دل سے رخصت ہوئیں ای خواہش گلگشت کہ اب
تاب رفتار کہ ہر طاقت پرواز کہان

گو خموشی مین کیا پیشہ پہ مجلس مین تری ؎
بند رکھتے ہین زبان اپنی در انداز کہان

ولہ

لے چلو دل جو نگہ کو تو یہ دشوار نہین
لیک تم دیکھتے پھرتے ہو خریدار نہین

تنگ تو ہم کو توای جیب کرے ہے لیکن
اوٹھہ گیا ہاتہ گر اپنا تو پھر اک تار نہین

گو سبک مجھکو زمانہ نے کیا ہے لیکن
یہ بھی ہے ننگ کسی دل کا تو مین بار نہین

مجلس مے سے مشابہ ہے خراباتِ جہان
جان کر یہان جو نہو مست سو ہوشیار نہین

مے کی توبہ کو تو مدت ہوی قائم لیکن
بے طلب آب ہی جو مل جای تو انکار نہین

آخر اک روز تہ خاک ہے منعم جا گہہ
دے کے سو لے کوئی دن اور یہی شیشہ مین
مہر استاد ہے اطفال کے حق مین سیلی
ورنہ کیا جنگ کو لینا ہے ترے کینہ مین

صورتِ غیر کو قائم نہ جگہ دے دل مین
عکس جاتا ہی نہین آکے اس آئینہ مین

جو کوئی در پہ ترے بیٹھے ہین
دونو عالم سے اٹھ بیٹھے ہین
قلزمِ عشق کا اولٹا ہے طریق
یہان جو ڈوبے سو ترے بیٹھے ہین
کسکو دون دوس تری مجلس مین
اپنے مشفق ہی ترے بیٹھے ہین

جون شمع دم صبح مین یہان سے سفری ہون
ولہ
ٹک منتظر جنبشِ بادِ سحری ہون
دیکھا نہ مین جز سایۂ بازوے شکستہ
حرمان زدہ جون حسرت بے بال و پری ہون
مین پیرہن اپنے مین سماتا نہین جون گل
جس وقت سے آمادہ اپنے جامہ دری ہون
سو خضر سے کم حوصلہ وہان جی سے گئے ہین
جس دشت خطرناک کا مین رہگذری ہون
جو سرو رکھا سنگ جفا سے مجھے آزاد
مرہون تراہی سے مین اے بے ثمری ہون
بس اے طپیدنِ دل بس کہ یہان توان نہین
جو اکے سانس لی تو نے کسو کی جان نہین
کہین ہین اس سی کچھ آگے تھے آدمی موجود
اک اب ہے وقت کہ اس نام کا نشان نہین
جیا یکام کب اس بخت ارجمند سے مین
ولہ
پہنسا قفس مین جو چھوٹا چمن کے بند سی مین
ہے گو کہ جذب مرا تار عنکبوت سے سست
پہ شیر پہانسے ہین اکثر اسی کمند سی مین

خوش رہ اے دل اگر تو شاد نہین
یہان کی شادی پر اعتماد نہین

سچ ہین سارے کمال حضرتِ شیخ
لیک دل کو کچھہ اعتقاد نہین

مین کہا عہد کیا کیا تھا رات
ہنسکے کہنے لگا کہ یاد نہین ۴

آپ جو کچھہ قرار کرتے ہین
ولہ
کہئے ہم اعتبار کرتے ہین

چلیئے **قائم** کہ رفتگان اپنا
دیر سے انتظار کرتے ہین

لایق وفا کے خلق وسزا اے جفا ہون مین
جتنے ہین یہان سو نیک ہین جو کچھہ برا[۵۱] ہون مین

آ گئے مرے نہ غیر سے گو تم نے بات کی
سرکار کی تو نظرون کو پہچانتا ہون مین

پوچھو ہو مجھسے تم کہ پیئے گا بھی تو شراب
ایسا کہان کا شیخ ہون یا پارسا ہون مین

مجھکو بتان کی دید سے مت منع کر کہ شیخ
کیا جانے اس لباس مین کیا دیکھتا ہون مین

ولہ

عالم مین ہین اسیر محبت کے ہر کہین
لیکن ستم کسو پہ نہین اسقدر کہین

کھولی تھی چشم دید کو تیری یہ جون حباب
اپنے تئین مین آپ نہ آیا نظر کہین

رہنے دو میری نعش کو ہو جائے تا غبار
لے جائیگی اوڑا کے نسیم سحر کہین

روتی ہے کیا گلو نکو تو شبنم ادہر تو دیکھہ
نکلا بھی ہے اسطرح سے کسیکا جگر کہین

ق

کرتا تھا کل گلی مین وہ اپنی خرام ناز
اس مین جو آکے پڑتی ہے مجھپر نظر کہین

کہنے لگا یہ دیکھہ کے احوال کو مرے
بدنام تو کسیکے تئین یہان نکر کہین

کیا ہتیا[۵۲] تجھے یہین دینی ہے اے عزیز
اتنا پڑا ہے ملکِ خدا جا کے مر کہین

[۵۱] یعنی جو کچھہ برا ہون مین ہون ۱۲

[۵۲] ہتیا دینا ڈھئی دینا اڑکے بیٹھہ جانا ۱۲

کیدہر[۵۱] ابرو کی اوسکے دہاک نہین
کون اوس تیغ کا ہلاک نہین

چاہین طوبی کی چہانو ہم زاہد
کیا کہین دار بست تاک نہین

قائم اوس کوچہ مین پہرے مگر
ابہی کچہ بات ٹہیک ٹہاک نہین

یونہین رنجش ہو اور گلا بہی یونہین
ہو جی ہر بات پہ جفا بہی یونہین

کچہ نہ ہمکو ہی بہا گیا ہے یہ طور
واقعی یہ کہ ہے مزا بہی یونہین

صید کنجشک سے نہ ہاتہ اوٹہا
آسکے پہنس جای ہے ہما بہی یونہین

کیون نہ رووون مین دیکہہ خندۂ گل
کہ ہنسے تہا وہ بیوفا بہی یونہین

اب تلک میری زیستنے کی وفا
بس مین دیکہی تری جفا بہی یونہین

یہ کہان اور وہ گل کدہر قائم
اک ہوا باندہے ہے صبا بہی یونہین

مجہہ سا کوئی جہان مین آشفتہ سر نہین
ہے یون تو زلف یار بہی پر اسقدر نہین

ساقی تو شب کی دست درازی معاف کر
ظالم قسم لے مجہہ سے مجہے کچہہ خبر نہین

یارب خلش سے آہ کی ہوجو[۵۲] نہ بہرہ مند
جس دل کا تکیہ گاہ سر نیشتر نہین

جون اشک ایک لغزش پا مین گئے ہین یان
ہستی سے تا بہ نیستی چندان سفر نہین

بندہ ہون بیخودی کا مین اوس مستکی کہ جسے
آشوب روز حشر سے اصلا خبر نہین

ولہ

جسکو ہستی و عدم جانتے ہین
ہے وہ کچہہ اور ہی ہم جانتے ہین

شاہد خوب و مکان دلچسپ
ہم ہی حور و ارم جانتے ہین

[۵۱] ایدہر ادہر جیدہر اور کیدہر مین سے اب بہی متروک ہے ۱۲ [۵۲] ہوجو یعنی ہوجیو ۱۲

کہتے ہو اوڑنگا مین اک دم مین		ایسے ہم سیکڑون دم جانتے ہین
کہہ نہ مت کہا مرے سر کی سوگند		ہم تو اک یہ ہی قسم جانتے ہین
ہر اک صورت مین تجھکو جانتے ہین	ولہ	ہم اِس بہروپ کو پہچانتے ہین
تو ناصح مان یا مت[۵۱] مان لیکن		تری باتین کوئی ہم مانتے ہین

بہت جاگے ہم اس محفل مین قائم
کوئی دم اب تو جا درتا نتے ہین

دیکہہ کر تم کو کہین دور گئے ہم لیکن	ٹک ٹھہر جاؤ تو پہر آپ مین آجاتے ہین
کون ہو غنچہ صفت اپنے[۵۲] صبا کام رہون	جیسے تنگ آئے تہے ویسی ہی خفا جاتی ہین

رہیو ہشیار تو لب[۵۳] جب سے بتان کی قائم
بات کی بات مین وہان دلکو اڑا جاتے ہین

ایک جا گہ[۵۴] یہ نہین ہے مجہے آرام کہین	ہے عجب حال مرا صبح کہین شام کہین
اوس کمر سے نگہ شوق لپٹتی تو ہے لیک	جی یہ دہڑکے ہے کہ آجاے نہ الزام کہین
تم نے کی دل کی طلب ہمنے کہا وینگے ولیک	یون یہ فرمایشین ہوتی ہین سرانجام کہین
یا سے دیوار سے پہر پیری طرح وہ نہ اوٹہا	جن نے دیکہا تجہے اک بار سر بام کہین
عذر تقصیر ہی چاہون گا مین اوس سے اے دل	ٹک تو خاموش ہو دینے سی وہ دشنام کہین

عزم کعبہ کا تو قائم تو کیا ہے لیکن
رہن سے کیجو نہ وہان جامۂ احرام کہین

[۵۱] مت متروک ہے ۱۲ [۵۲] اپنے کا اضافت ایسے محل پر ہمیشہ محاورہ مین محذوف رہتا ہے ۱۲ [۵۳] لب جب شوخی وچالاکی ۱۲ [۵۴] جاگہ متروک ہے ۱۲

زہے خساست اہل جہان کہ مثل گہر
گرہ مین باندہ کے دریا مین آب رکھتے ہین

کس اعتبار پہ دیجے بتان کو دل کہ بزور
جو کچہ کہ لین ہین کسی سے یہ داب رکھتے ہین

زبان عشق شکایت سے لال ہے ورنہ
ہم اک گلہ کے ترے سو جواب رکھتے ہین

لیا ہے ہم نے بھی بوسہ دیا ہے اسکو جو دل
یہ سچ ہے دوست دلون مین حساب رکہتے ہین

قطعہ

قائم اس بزم مین تہا کون کہ جن نے نہ پیا
شربت مرگ کے اس جام گوارا کے تئین

پس باین زیست جو کی روم کی تسخیر تو کیا
ورلیا[۵۱] زور سے سو بلخ و بخارا کے تئین

ہے جو کچہ ہوش تو گردیدہ عبرت سے نگاہ
سنکے تو قصہ اسکندر و دارا کے تئین

غیر[۵۲] اسکے کہ خوب روئیے اور
کر نہ جرأت تو اے طبیب کہ یہ

ولہ

غم دل کا کوئی علاج نہین
دل کا دہڑکا ہے اختلاج نہین

مر کے بھی چاہیئے ہے گور و کفن
کون ہے جسکو احتیاج نہین

ولہ

وائے اوس دل پہ جو بچین شب روز نہین
آہ اوس سینہ پہ جس مین کہ ترا سوز نہین

ہم فقیرون سے سدا خوش ہی اے عشق نچاہ
یہان جو اک روز میسر ہے تو اک روز نہین

ولہ

جون شیشہ بہرا ہون مے سی لیکن
مستی سے مین اپنی بے خبر ہون

جو کہئیے سو یہان سے ہے خر و تر
کیا جانیے مین کس مقام پر ہون

جی مانگے ہے خوش دلی کو قائم
تو بیٹھ کے رو مین نوحہ گر ہون

ولہ

نہ کہہ کہ بے اثر انفاس سرد ہوتے ہین
مجہی سے کیا کوئی سب اہل درد ہوتے ہین

[۵۱] ور محاورہ مین نہین ہے ۱۲ [۵۲] سوا اوسکے ۱۲

موت سے غافل نہ رہ پیری مین ای نادان کہ صبح	ولہ	یک بیک ہو جاسے ہی ظاہر شب مہتاب مین
جب دیکھتا ہون در پئے تزئین کسیکو یہان	ولہ	روتا ہون یاد کرکے مین اپنے شباب کو
دل تو کہے سنے سی سمجھتا ہی ہے کبھو		جو کچھ کہو سو دیدۂ خانہ خراب کو
ہم موئے پہرتے ہین اور خواہش جان ہی اوسکو	ولہ	اب تلک بھی وہی جینے کا گمان ہی اوسکو
وہ دن گئے کہ اوٹھاتے تھے ناز نکہت گل	ولہ	ہے بید ماغی دل اندنون گران مجھکو

مری نظر مین ہے **قائم** یہ کائنات تمام
نظر مین گو کوئی لاتا نہین ہے یہان مجھکو

شیشۂ دل ہے مرا کونسی گنتی مین یہان		تم تو اک آن مین تاراج حلب کرتے ہو
جنبش لب کا تو مفہوم یہی ہے دشنام		اور کیا مجھکو دعا تم تہ لب کرتے ہو

قائم اک بات مین جیتا ہے تمہاری لیکن
پرسش حال تم اوس خستہ کی کب کرتے ہو

بدنامی گریہ پر مرے ناحق ہے ہمنشین		ڈہونڈہے ہے تہا دیر سے وہ ستمگر بہانے کو

ولہ

جو دست کہ یہان بند نگین بیچ[۵۱] ہے **قائم**
اوس ہاتھ[۵۲] سے مانا ہے کہ جو سنگ تلے ہو

گر کے ہے سہے[۵۳] ای نم اشک تو رو دی مجھکو		آج اگر سیل مین خون کے نہ ڈبوے مجھکو

[۵۱] بیچ ظرف کے معنی پر متروک ہے اسم کے معنی پر محاورہ مین ہے ۱۲ [۵۲] مانا اور تلے دونون لفظ متروک ہین ۱۲

[۵۳] فارسی و عربی لفظون مین سے حروف علت کا گرانا متروک ہے خصوصاً لفظ اسے کی ی کا گرنا نہایت مکروہ سمجھتے ہین ۱۲

سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین — لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو
خشک و تر ہو نکلتی پہرتی ہے سدا آتش عشق — بچیو اس آنچ سے ای پیر و جوان سنتے ہو
دم قدم تک تہی ہمارے ہی جنون کی رونق — اب یہی کوچون مین کہین شور و فغان سنتے ہو

ولہ

شمع سان جلنے کو صانع نے بنایا مجھکو — جسکے مین ہاتہ پڑا اون نے جلایا مجھکو
تہا بدو ینک جہان سے مین عدم مین آزاد — آہ کس خواب نے ہستی سے جگایا مجھکو

ولہ

آگے کچھ اوسکے ذکر دلِ زار مت کرو — سب خیریت ہے اوس سے کچھ اظہار مت کرو
جانے دو جو نصیب مین ہونا تہا سو ہوا — یارو خدا کے واسطے تکرار مت کرو
اے آہ و نالہ چھپ کے مین آیا ہون اس جگہ — عالم کو شور کرکے خبردار مت کرو

ولہ

جو کچھ چاہی سو کر خوشنودی حق کا ہو نہین ضامن — پر اتنا دیکھیو تجسے کوئی دل ہو نہ رنجیدہ
ہوئی قیمت دو چند اوس چشم کی آنکھین چرائی سے — غلط کہتے ہین یہ ارزان بکے ہی مال دزدیدہ

ولہ

بچ کے چیونٹی سے گذر یان سے چاہی جو نجات — جو عمل یہان ہی سو دیکھے ہے مکافات کی راہ

چھپ کے جانا تو رہا کوچہ مین اوسکے قائم
وضع اب کیجیے کچھ اور ملاقات کی راہ

شور دیوار کے گرنے کا سنا ہے کہ نہین — نالہ کرتی ہے ہر اک خشت فراقِ ہم سے

روز عشرت کا کبہو رکہتے تہے ہم بہی قائم
لیکن ایسا کہ جو مانا تہا شب ماتم سے

جو دیکہتے ہو اسمین خیالات و خواب ہے — دنیا بہی اک نمونۂ موجِ سراب ہے
کہنے لگا طبیب مرا یہ عذاب دیکھ — مرنا ہی اس مریض کے حق مین صواب ہے
ہوتی نہین شمار نفس مین کہین تمام — یارب یہ شب مری ہے کہ روزِ حساب ہے

قائم عبث ہی قصدِ رہائی کہ شل ہوج
جب تک کہ تو ہے ساتھ تری پیچ و تاب ہے

افغان و آہ کشتۂ بیداد کیا کرے
جو قتل ہو چکا ہو سو فریاد کیا کرے

گہ پیش شیخ و گاہ مرید مغان رہے
ولہ
اب تک تو آبرو سے نبھی ہی جہان رہے

صبر و قرار و ہوش دل و دین تو وہان رہے
اے ہمنشین یہ کہہ تو بھلا ہم کہان رہے

دنیا مین ہم رہے تو کٹے دن پر اس طرح
دشمن کے گھر مین جیسے کوئی میہمان رہے

ای دیدہ[۵۱] دل کو روتے ہو کیا تم ہمین تو یہان
یہ جھینکنا پڑا ہے کسطرح جان رہے

قسمت تو دیکھ بار بھی اپنا اگر تو وہان
جس دشت پُر خطر مین کئی کاروان رہے

پیارے ہمیشہ ایک سی رنجش ہے کچھ بھی لطف
ناخوش کبھی ہوے تو کبھی مہربان رہے

مسجد سے گر تو شیخ نکالا ہمین تو کیا
قائم وہ میفروش کی اپنے دکان رہے

آہ کوئی جو اد سے آن کے سمجھاتا ہو
دیکھتے ہین کہ گھر ہند و مسلمان اتنے

سچ کہہ اے باد صبا ہے کسی گل پر یہ بہار
تو نے دیکھے ہین زمانہ کے گلستان اتنے

شور محشر کا رہے کیون نہ ترے کوچہ مین
جس جگہ ہو مین اکھٹے[۵۲] دلِ نالان اتنے

اللہ رے آئنہ مین ترے حسن کا شکوہ
ولہ
پانی مین ماہتاب کی جیسے جھلک پڑے

تھا رات سوز دل کا مرے بزم مین بیان
بے اختیار شمع کی آنسو ڈھلک پڑے

الماس سودہ زخم جگر کو دے کیا مزہ
تھوڑا سا ذائقہ کو نہ جب تک نمک پڑے

[۵۱] اے آنکھون کے محل پر اسے دیدہ کہا ہے ۱۲ [۵۲] ہر جگہ اکھٹّا ہی بولتے ہین جمع اِس کی اب ترک ہوگئی ۱۲

غافل بہار عمر کی آخر ہے پی شراب — پیمانہ بھر چکا ہے مبادا چھلک پڑے
قائم تو وقت گریہ دلِ زار کو سنبھال — ایسا نہو کہ مل کے لہو مین ٹپک پڑے

قائم سا شخص بیٹھ گیا چند روز مین
یارب کسو بشر کے نہ پیچھے فلک پڑے

برنگ نقشِ قدم ہو نہین بیان وہ خاک نشین — کہ فکر کی نہ کسو نے مرے اوٹھانے کی
خدا نکردہ او سے غیر سے تو کیا سروکار — تھی ایک بات تو یہ بھی مجھے[لہ] جلانے کی
زبسکہ یار نے خلوت کو بارِ عام کیا — خبر کہے ہے ہر اک بے خبر ٹھکانے کی

ولہ

گو کہین یار نے بلایا ہے وہ اب آتا ہے — پر اِسے مین تو سمجھتا ہون کہ کب آتا ہے
شام ہوتی نہین اک دل پہ بلا ہوتی ہے — صبح آتی نہین اِک جی پہ غضب آتا ہے

ولہ

نپوچھو کیونکہ میری اندنون اوقات کٹتی ہے — کہ دن گر رو کے گزرے ہے تو مر کر رات کٹتی ہے

ولہ

ہنوز شوق دلِ بیقرار باقی ہے — بجھی ہے آگ تو لیکن شرار باقی ہے
شراب عشق مین کیا جانے کیا بلا تھی ملی — کہ جسکے کیف کا اب تک خمار باقی ہے

ولہ

یونہین جو یہ چشم[۲] تر رہین گے — عالم کو خراب کر رہین گے
تسکین دے دل کو پشت خم نے — یعنی پل ہے اوتر رہین گے

ق

کیا لطف ہے زندگی کا پیارے — یون غیر جو ہم پہ ور رہین گے
مارا جو نجاے گا کسیکو تو — اتنا تو ہے آپ مر رہین گے

ولہ

تنگتر ہے دست حاجت سے دلِ اپنا ای دہر — کسکے آگے ظاہر اپنی تنگدستی کیجیے
لب پہ فوارہ کے جاری ہے یہ مصرع دمبدم — دے اگر خالق بلندی بیں پستی کیجیے

لہ مرے کی جگہ مجھے کہا ہے ۱۲ ۔ ۲ چشم مونث ہے ۱۲

کوئی ٹک اوسکو حال کی میرے خبر کرے | وله | پر اسطرح کہ دل مین کچھ اوسکے اثر کرے

پہلے ہی[۵۱] سوجہتی تھی ہمین اسے شب فراق | | یہ رات بیطرح ہے خدا ہی سحر کرے

غافل نہ فکر زاد سے رہنا کہ بے خبر | | کیا جانئے یہ قافلہ کسدم سفر کرے

صندل ہے گو صداع کو نافع پر ای طبیب | | اتنا کسے دماغ کہ یہ دردسر کرے

کوسون سے آدمی کو جو دیکھا تو کیا ہوا | | وہ چشم ہے جو حال پر اپنی نظر کرے

کیا جانئے یہ باتین مین سنتا ہون کسلئے | | ایسا ہے ورنہ کون کہ یون درگزر کرے

نہ غم برا ہے نہ عیش و نشاط بہتر ہے | وله | سبھی مساوی ہین یہان یہ فقیر کا گھر ہے

ہے آہ و نالہ سے میرے جہان پہ عرصہ تنگ | | یہ شب ہے ہجر کی یارب کہ روز محشر ہے

ہماری چشم سے سیکھے کرم کوئی کہ سدا | | گہر یہ بخشے ہے تس[۵۲] پر بھی شرم سے تر ہے

کرے ہے آئنہ کیا آستین سے تو صاف | | ترے تو ہاتھ سے عالم کا دل مکدر ہے

یہ طشت و تیغ یہ ہم کشتنی درنگ ہے کیا | | یونہین مزاج مین آئے اگر تو بہتر ہے

تری زبان سے خستہ کوئی تار ہے کوئی | وله | پیارے یہ نحو صرف یہ گفتار ہے کوئی

ٹھوکر ہین ہر قدم کی تڑپتے ہین دل کئی | | ظالم اودھر تو دیکھ یہ رفتار ہے کوئی

تجھسے لگین تہین آنکھین ہنسا مفت این یہ دل | | تقصیر تھی کسیکی گرفتار ہے کوئی

ظالم خبر تو لے کہین قائم ہی یہ نہو
نالان و مضطرب پس دیوار ہے کوئی

لبریز شوق میرا از بسکہ مو بمو ہے | | سمجھا نہ مین یہ ابتک یہ مین ہون یا کہ تو ہے

ایٹ آنہ کہ بیا تنک تیرا خیال چھایا | | جیدھر[۵۳] نظر کرون مین اودہر تو روبرو ہے

[۵۱] ہمین کے ساتھ پہلے ہی ایٹ کہنا ممکن نہین ۱۲ [۵۲] تس کا لفظ ترک ہو گیا ہی ۱۲ [۵۳] جیدہر مین ی اور اودہر مین واو ایٹ خلاف محاورہ ہے ۱۲

موجِ نفس سے نادان غافل نہو کہ تیری ۔۔ یہ ہستی دو روزہ تخیل کنار جو ہے
شبنم کے برگ گل پڑ ہلنے سے مین یہ سمجھا ۔۔ جو دیدہ ور ہے اوسکو شوقِ رخِ نکو ہے

سر رشتۂ سخن کو قائم اگر تو سمجھے
جو کچھہ کہے ہے کوئی اوسکی ہی گفتگو ہے

مر جائیے کسی سے پہ الفت نہ کیجیے ۔۔ جی دیجیے تو دیجیے پر دل نہ دیجیے

ولہ

خاک سمجھا ہے مین سونے کو خوشی سے اپنی ۔۔ ورنہ جس خاک کو لون ہاتھہ مین سونا ہووے
شمع سان عمر کٹی اپنی تو سب جلتے ہی یہان ۔۔ رو چکے کوئی جو اک رات کا رونا ہووے
کل پہ رکھتے ہو مرے قتل کو کاہے کو لئے ۔۔ ہو چکے آج ہی وہ کیون نہ جو ہونا ہووے

ولہ

شب گریہ کی وابستہ مری دلشکنی تہی ۔۔ جو بوند تہی آنسو کی سو ہیرے کی کنی تہی

قائم مین غزل طور کیا ریختہ ورنہ
اک بات لچر سی بزبان دکنی تہی

مردن دشوار مین یہ جان سے تقصیر ہے ۔۔ حسرتِ دل سو طرف سے اسکی دامن گیر ہے
ڈر ستم کرنے سے اے ظالم یہ کچھہ لازم نہین ۔۔ آہ ہر مظلوم کی میری سی بے تاثیر ہے

ولہ

خوب ہی عاشق کو اپنے تم تو بہکاتے رہے ۔۔ گہر کہان اور کس جگہ پر اوسکو بہلاتے رہے
ہاتھہ پہیلائے تو مثل برق ملنے کو ترے ۔۔ لیک اک جہمکی[1] مین ہم تو آپ ہی جاتے رہے
شیخ جی گر امر ہو مین بہی کرون کچھہ التماس ۔۔ آپ تو خاطر مین جو آیا سو فرماتے رہے
گم ہوا سر رشتہ ایسا کام کا اپنے کہ آہ ۔۔ پہر نہ سلجہا جسقدر ہم اوسکو سلجہاتے رہے

ولہ

یہ صحرا سے ہے بہلا دیکہین تو بار سے ۔۔ جنون کیسا ترا دیوانہ پن ہے

[1] جہلک اور جہلکی کے محل پر آگے جہمکی بولتے تہے ۱۲

وہ گویا زخم ہے چہرہ کے اوپر		جو بے لطف سخن کوئی دہن ہے
گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے	ولہ	کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گزر گئے
کہتے ہین خوشدلی ہے جہان مین یہ سب غلط		رنج و تعب[۵۱] ہی ہنسنے تو دیکھا جدہر گئے
پہرکا پہرون ہون بیابان مین اکیلا ہر ایک سمت		اے ہمرہان پیش قدم تم کدہر گئے
جون طفل سرشک ارغوانی	ولہ	پامال ہوئی مری جوانی
دو چیز[۵۲] ہین یادگار دوران		تیر استم اپنی جان فشانی

قائم نہ دوا ہے داغ دل کر
کیا جانتے ہے کسکی یہ نشانی

آمد ہین مین اشک ناتوان کی		ٹکڑون سے جگر کے نردبان کی
بلبل کی مرے صفیر جان سوز		ہے برق پر اپنے آشیان کی
کس کس صورت سے جلوہ گر ہے		اللہ رے خود بے نشان کی
کوچہ مین ترے گریہ چلا آئے ہے شاید	ولہ	مدفون کسی کشتہ کی یہان تشنہ لبی ہے
کیا پوچھتے ہو موجب آزردگی یار		دل لیچکے[۵۳] مدت ہوئی اب جان طلبی ہے
ہے مفت یہ صحبت کہ کوئی دم مین یہ ساقی		نہ جام بلورین ہے نہ شیشہ حلبی ہے
سنتا ہی نہین وہ بت گمراہ کسیکی	ولہ	گو آپ سفارش کرے اللہ کسیکی
نے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین یہان ورد		معلوم ہو کس طرح تجھے چاہ کسیکی
کسے گلگشت گلشن کی ہوس ہے	ولہ	اسیری کا جگر پر داغ بس ہے

۵۱ عطف کے ساتھ جتنی چیزین جمع ہو جائین اون سب کا فعل مفرد لانا محاورہ ہے ۱۲ ۵۲ مصنف کی زبان پر چیز مذکر ہے ۱۲ ۵۳ یعنی دل لئے مدت ہوئی لے چکے یہان تعظیم کے لئے نہین ہے ۱۲

جنون کے ہاتھ سے گو ناتوان ہون ‫ | گریبان تک تو میرا دسترس ہے

بغیر از آہ و افغان کون قائم
مرا اِس غمکدہ مین ہمنفس ہے

ولہ

غصہ دلیل کوتہی عمر ہے کہ دیکھ ‫ | رشتہ ہو صرف آپ ہی مین پیچ وتاب سے

شہرت طلب ہے شیخ تو پی اور پلا شراب ‫ | مشہور تر ہے پیر مغان آفتاب سے

مت کہہ کہ رات[۵۱] اوس سے وعدہ ٹھہر چکا ہے ‫ | ایسے تو وہ ہزارون اقرار کر چکا ہے

کہتے ہو دل ادھر دے تم کیا کرو گے دلکو ‫ | وہ ہی ہے جو نظر سے آگے گزر چکا ہے

مت جا شمار دم پر قائم کے تو کہ پیارے
یہ خستہ فی الحقیقت مدت سے مر چکا ہے

کیا جانئے ہم کہان ہین اور دین و دل کدھر ہے ‫ | عالم مین تفرقہ کے کسکی کسے خبر ہے

صدمون سی یہان تپش سے اب بال ہے نہ پر ہے ‫ | اے شوق پر فشانی کہہ تیری کیا خبر ہے

آرام سے کوئی دم کٹ جائے گر جہان مین ‫ | ہم عمر صد خضر کے اک فرصت شرر ہے

اِس بحر سے اگرچہ جون موج جا سکے ہے تو ‫ | پر ساتھ ہے وہ تیرے گر جیدھر تجھے سفر ہے

گم کر تو آپ کو یہان گر چاہتا ہے کچھ ہو ‫ | قطرہ جو خوب ڈوبا اِس بحر مین گہر ہے

نالہ جرس کا لیلی ہے آج گریہ آور ‫ | مجنون کی حسرت اونکا شاید یہ نوحہ گر ہے

وہ دن گئے کہ لوہو[۵۲] آتا تھا چشم تر سے ‫ | اب لخت دل ہے کوئی یا پارۂ جگر ہے

غافل قدم کو اپنے رکھیو سنبھال کر یہان ‫ | ہر سنگ رہگزر کا دوکان شیشہ گر ہے

ہم چشمی غیر کی ہم کب کر سکین کہ اوس پر ‫ | اتنا تو ہے کہ گاہے در دیدہ اک نظر ہے

۵۱ رات بغیر گویا کا اب نہین بولتے ۱۲ ۵۲ لوہو متروک ہے ۱۲

جون نخلِ شمع قائم یہان وہ نہال ہو نہین
جز آہ و اشک جسکو نے برگ ہے نہ بر ہے

جس طرف سے تو مری جان پلک مار چلے — باپ بیٹے ہون جو دو شخص تو تلوار چلے

قائم آخر سفر باندہ کہ یہان سے اپنا
جی تو جانے لیکو نہ چاہے تہا یہ ناچار چلے

شکوہ اغیار سے نہ یار کی بیزاری سے — جو ہوا ہم پہ سو اس دل کی گرفتاری سے
ہر قدم کوے بتان کارگہ مینا ہے — دیکہیو بچکے سنبہالے ہوے ہشیاری سے

ہاے قائم نہ تری آنکہہ پسیجی اکدن
ابر روتا ہے سدا خوف سیہ کاری سے

ق

کب نالہ بلاے جان نہین ہے — کب آفتِ دل فغان نہین ہے
ہے کونسا دم کہ تازہ نوحہ — سر جوشِ لبِ دہان نہین ہے
کس دن نہ دل برنگ اخگر — صد آتشِ غم نہان نہین ہے
کب رات ہوی کہ چشمِ تر سے — خونابۂ دل روان نہین ہے
سب کچہہ ہے جو چاہیئے مگر صبر — اِک جنس ہے وہ کہ یہان نہین ہے
بس تابکجا اوٹہائین یہ غم — کیا ہم ہین تو ہم مین جان نہین ہے
کہتا ہین نہین کہ ظلم ہے بد — پر خوب تو مہربان نہین ہے

ولہ

ویسی ہی آہ دو ہی نالا ہے — اب ہی یہان فضلِ حق تعالی ہے
اے تپش اِک دو روز اور بہی صبر — زخم دل کا ہنوز آلا ہے
دل ہے یا رب کہ چشمۂ خون ہے — چشم ہے یا لہو کا نالا ہے

کل سے ہے یہ بہی کہ ہاتہہ مین ہو گہر — آج گویا تو بیچ چہالا ہے

بل بے جرأت مین راز دل نہ کہا — ولہ — بات جب تک کہ جان پر آئی

گہل گیا آپ ہی آپ کچہہ **قائم**
کیا بلا اِس جوان پر آئی ٭٭

نہ اے سپہر مجہہ پر[۵۱] ایک تو ہی بر سر کین ہے — ہمیشہ آبروئے شمشیر بہی جوہر سے پُرچین ہے

کرے ہی منع مجہکو سنے سی اپنے ظاہر مین — یہ مُنہ کو پہیر کر کہتا ہے چپکے سے کہ آمین ہے

ڈر آہِ خستگان سے تو کہ ہنگام دعاؤن کے — حریم قدس مین لاکہون[۵۲] ملایک محو آمین ہے

یہ شوخی رنگ کی پیارے کہان پائی ہی مہندی نے — نجانے ہاتہہ تیرا خون سے کس بیکس کے رنگین ہے

ولہ

کوئی اپنی خاطر ایسا کہین اِک مکان ہووے — کہ نہ یہ زمین ہو وہان نہ یہ آسمان ہووے

رہ و رسم ناز پیارے ہے قدیم طور خوبان — پہ نہ اسقدر کہ جی کا کسی کے زیان ہووے

مین تمام رات تجہہ بن در غیر پر سحر کی — نہ خدا کرے کسو سے کوئی بدگمان ہووے

نہ خفا ہو مجہسے **قائم** کہ روا ہے اُس سی رنجش
جو کوئی کہ ایک دو دم کا کہین میہمان ہووے

کیا کیا عدم[۵۳] مین ہم پر ظلم و ستم نہونگے — پر جیسے یہی رہین گے اور ہائے ہم نہونگے

مفت نظر ہے **قائم** سیر وجود ورنہ
آئے نہین عدم سے یا پہر عدم نہونگے

خدا کسی سے کسی دل کو آشنا نہ کرے — یہ ابتلا ہے بُری طرح کا خدا نہ کرے

۵۱ سے کی جگہ پر کہا ہے ۱۲ ۵۲ کثرت کے لیے جو عدد بولے جاتے ہین اونکا فعل مفرد لانا محاورہ مین جاری ہے ۱۲

۵۳ یہ مصرع مشہور اسطرح سے ہے ؎ دنیا کے جو مزے ہین ہرگز وہ کم نہونگے ۱۲

ہم اپنے وعدہ کے دن پھر چلے اب ای ظالم | تو گو وفا کرے وعدہ کو اپنے یا نہ کرے
ہزار شکل سے سمجھاؤ نہیں سمجھے اے دل | پر اسکو کیا کرین ظالم جو تو کہا نہ کرے

بتوں کی دید کو جاتا ہوں دیر مین قائم
سجھے کچھہ اور ارادہ نہیں خدا نہ کرے

تا مژہ دل سے پھر اب اشک کا نم پہنچا ہے | چشم بددور عجب شغل بہم پہنچا ہے
دیکھ دل ۔ جانیئے کیدھر ہے پہ یہ سنتے ہین | یہان سے جو قافلہ بہولا سو حرم پہنچا ہے
بے سبب تو نہین احوال یہ دل کا پیارے | تو بھی تو پوچھہ کہ کیا اس پہ ستم[ف] پہنچا ہے
سالک اوس وادی پر خوف کا ہو نہین کہ کوئی | آگے جس راہ مین مقصود کو کم پہنچا ہے

یہ کب اعجاز تھے موسیٰ کے عصا مین قائم
جن مراتب کو ترا آج قلم پہنچا ہے

روش سے چرخ کے ایمن نہو کہ ایک جہان | اس آسیا نے انہین کروٹون مین پیسا ہے

جس طرف وہ نگاہ لڑتی ہے | ولہ | کچھہ وبا سی بھی آن پڑتی ہے

قائم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر
دیکھین کس کس سے اب بگڑتی ہے

ہمت ہوی مری نہ کسی مرتبہ پہ بلند | کیا جانے کس مقام کی تھی آرزو مجھے
یہان چاہیئے ہے زینت ظاہر کسے کہ ہو | عریان تنی مین شل گہر آبرو مجھے
اپنے کیئے سے آپ تو نادم نہو کسین | اتنا بھی مت بتنگ کرا سے تند خو مجھے
پھرے زمانہ جہانتک سے ہم سے یا نہ پھرے | ولہ | کسو کے پھرنے نہ پھرنے سے کیا خدا نہ پھرے

ف یعنی ستم گزرا ہے ۱۲

خزان مین سو مروت سے ہے چھوڑنا گلشن	ہم اور رہوا سے چمن جب تلک ہوا نہ پھرے

یقین ہے گور پہ آئینگے اب تری قائم
جو جیتے جی کبھو بالین پہ بھی آ نہ پھرے

کا ہے کو رکھیے زمانہ سے تمتع کی امید	بخت دیتا نہین جس کو یہ ہنر دیتا ہے
گریہ ابر بھی اک چیز ہے پیارے لیکن	داد رونے کی مرا دیدۂ تر دیتا ہے
باور نخل سے سیکھے کوئی احسان کا طریق	سنگ مارے ہے جو اوسکو وہ ثمر دیتا ہے

نقد ہستی کو رکھنا نہین قائم آسان
وہی سمجھے ہے خدا جسکو نظر دیتا ہے

یہ نیست و ہست ایدل سب ہم ہی تیرا ہے	جب تہا تو بہلا کیا تہا اور اب نہین تو کیا ہے
حسن شور مین عالم کا بیان مونہ[١] سے بھی کان سے سنے	پر خوب جو دیکھا تو کچھ آپ ہی مین غوغا ہے

مرا جی گو تجھے پیارا نہین ہے	ولہ	پر اتنا بھی تو ناکارا نہین ہے

نہ مرنے دیتے ہم قائم کو لیکن
خداوندی سے کچھ چارا نہین ہے

کیا دل غمزدہ ہو گا تو جسے شاد کرے		یون تری بندہ نوازی جو کبھی یاد کرے
دیکھتے غیر کے مری اوس سے نگاہ لڑ گئی ہے	ولہ	کام ہی چل بچل ہوا بات ہی سب بگڑ گئی

کون ہے قائم اس جگہ جسکو نہین کسی سے ربط
میرے ہی چاہ کی فقط شہر مین دہوم پڑ گئی

مین جاتا ہون کعبہ کو اب دیر سے	بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے

---

١ مونہ نا متروک ہے ١٢

پہر امد تون سر پہ ہے وہ خوار ہین گو لاکہہ شکوہ لبون مین گرہ		پہ طالع نہون تو ہا کیا کرے یہ تجھسے کا کوئی گلا کیا کرے
رکہے تہا صبر کا دعوی تری بیداد کے آگے	ولہ	کیا تہا جو سو آیا اِس دلِ ناشاد کے آگے
کرو ہو بوسہ کا وعدہ تم آج اشارون سے	ولہ	یہ چہیڑ کیا ہے بہلا ہم خدا کے مارون سے
نہ شیخ منکر مے ہو نہ دیدہ در حسین جو مرد		طلب کرین ہین وہ ہمت شراب خوارون سے
کہلی گرہ کی نہ جیب تا ناخن صدف سے گرہ		کشاد کار کی پہر کیا طمع ہی یارون سے

وہ چشم آبلہ ہوئی ہی خوب ہے **قائم**
کہ جسکے گرد نہ مژگان اوگے ہون تمارونسے

کہین امتحان ہو تو جنجال ہے		تو کہوٹا ہے اور وہ ہر ٹکسال ہے
اوٹہا رند ڈالے دو عالم کے دل		بہلا شوخ یہ بہی کوی چال ہے
کہٹکتا ہے پہلو مین یون ہمنشین		کہے تو یہ دل تیر کی بہال ہے

نہ کہا اوسکی باتون پہ **قائم** فریب
یہ بوسہ کا وعدہ نہین ٹال[۱] ہے

کثرت اگر یہی ہے گلی مین تری تو شوخ	ولہ	ممکن نہین کہ تیغ جہٹ اور کوئی چل سکے
اگے گی اے گریہ کب کہا مین گرہ در گلو نہو		پر اسقدر روے راہ کہ ٹک جی نکل سکے
اِک حرف جو سنے یہ کوئی کہے سو کیا	ولہ	یہان تو ہر ایک بات کے تلوار ساتھ ہے
بوسہ کی گر طلب سے خفا ہو تو کیا ہوا		اوس خشمگین نگاہ کے اک پیار ساتھ ہے
خیال بوسہ کیا کسر نہایہ دل سے لئے کہ آہ	ولہ	دہہکتا ہے نیل کی سرخی مین آج تجہ لب کی

۱ یہ مصدر آگے محاورہ مین تہا اب ترک ہے ۱۲

اسے دل شکنی سب مباح ہے یہان شیخ | خبر نہین تجھے رندونکے دین و مذہب کی

سوال بوسہ جو قائم کیا مین شب تو کہا
کہ ایسے چھیڑ کہین اور جا کے اس ڈہب کی

ں سے کچھہ آج ترا وندہ نیا مضمون ہے | مصرع آہ جو سر کہنچے ہی سو موزون ہے
ان سے چرخ کے ایفا کی توقع ہے غلط | جب سے دیکھون ہو نہین یہ کاسہ یونہین واژون ہے
لمہ اسے چشم نم اشک سنبہالے ہی رکھہ | ٹک جہپک جائیگی مژگان تو یہ پھر جیحون ہے
ست کینہ فلک پر ہے بہلا وسے کے لئے | ورنہ جو دل ہے تعدی سے تری پر خون ہے

جی کو کچھہ ماننے ہی بنتی ہے نجانے قائم
ہر سخن منہ کا ترے سحر ہے یا افسون ہے

ولہ

نادی و عیش وہ یا رنج و عنا دیتا ہے | لے تو دل کہول کے جو تجھکو خدا دیتا ہے
سے کہ دنیا ہے بہرحال وہ بہتر کہ گدا | گر نہین دینے کو کچھہ پاس دعا دیتا ہے

کیون نہ دشنام پس از بوسہ خوش آے قائم
چرپرا[١] بعد مٹھائی کے مزا دیتا ہے

ا شوخی نگاہ تری گرم ناز ہے | میدان سینہ پیشکش ترکتاز ہے
شامت ہے کیا کہ شیخ سے کوئی ملے کہ وہان | روزہ و بال جان ہے سدا یا نماز ہے
ون موم تفتہ کسکو سنبہالے ہے تو کہ یہان | جتنا بدن ہے آتش غم سے گداز ہے
رتا ہون نہین کہ شیخ اولجھہ کر گرے نہ کہین[٢] | یہ پست قد و ریش نہایت دراز ہے

قائم کرے ہے کس سے تو اظہار درد دل

[١] یعنی چٹپٹا ١٢ [٢] کہین کو کئین باندھا ہے اب یہ متروک ہے ١٢

اے بے شعور کچھ بھی تجھے امتیاز ہے

نے ناز نہ عشوہ ہے نہ تقطیع نہ چھب ہے
دل کو جو لبھالے ہے وہ کچھ اور سبب ہے

یہ شوخی و ناز اور کسی شوخ مین کب ہے
شوخی یہ نہین قہر ہے آفت ہے غضب ہے

آئینہ کو ٹک چوم کہ ہو صاف یہ عقدہ
یعنی سے ہے جگہ بوسہ کے لینے کی تو لب ہے

رات اوس سے کہا مین ترے کوچہ مین بیار ق [1]
قائم کو بہت دیر ہوئی داد طلب ہے

کیا ہو جو ٹک اک سن لے تو احوال کو اوسکے
بولا کہ ترے فہم سے یہ بات عجب ہے

ہو ایک ستمکش تو کوئی داد دے۔ یہان تو
لے صبح سے تا شام یہی شور و شغب ہے

جب مین دیکھا ہی تو اس دلکو غمین دیکھا ہی
یہ نیا جادو محبت کا یہین دیکھا ہے

کو سکندر [2] کی سی ہمت کہ پھر اتشنہ اگر
موج سے آب خضر چین بجبین دیکھا ہے

اک شناسائی ہمین بھی تھی طرب سے قائم
لیکن ایسی کہ جسے کہئے کہین دیکھا ہے

زاہد در مسجد یہ خرابات کی تو نے
جی بھی یونہین چاہے تھا کرامات کی تو نے

اے پھر تو مین نالان ہون ادھر غیر نہ جانے
اب کس سے مرے جان ملاقات کی تو نے

اللہ رے محبت تری تعلیم۔ کہ جو بات
دشوار تھی سمجھ پر سو مساوات کی تو نے

قائم رہ پر خوف ہے اور دوری منزل
کب پہنچے گا ظالم جو یہین رات کی تو نے

نکر تفرقہ صاف دو دور جہان مین ڈہ
جو کچھ تجھکو ساقی دے سو واہ وا ہے

[1] پیارے مین ہی اب ملفوظ نہین ۱۲ [2] کو ہندی ترکیب مین لانا متروک ہے ۱۲

نہ مین عشق چھوڑا نہ تین جور پیارے		مجھے آفرین اور تجھے مرحبا ہے
افغان و آہ کشتۂ بیداد کیا کرے	ولہ	جو قتل ہو چکا ہو سو فریاد کیا کرے
عبث شادی یون مین لینے کا دل کی قصد کرتی ہے	ولہ	مین ساری عمر سے واقف ہون یہ اندوہ کا گھر ہے
ہوا ہے قدر سے غنچہ کے دل پہ صاف یہ عقدہ		که سر چاہئے اوسکی جس کسیکے ہات مین زر ہے
مرا پیغام بر طرز ادا سے راز کیا سمجھے	ولہ	خدا جانے که یہ کیا بولے وہ طناز کیا سمجھے
ہمارے سوز دل کو شمع کا شعلہ جو سنتا ہے	ولہ	گھسے ملتا ہے ہاتھ او نکے تئین گہ سر کو دھنتا ہے
صفائے حسن نے تیرے کیا دیوانہ یہ اوسکو		که دیکھو کہربا کو جس جگہ تنکے ہی چنتا ہے
کس دل پہ داغ غم نے نہ ترے بہار کی	ولہ	اللہ رے دھوم ابکے برس لالہ زار کی
مکروہ اگر یہی ہین جہان کے تو لاکھ بار		افزون ہے عمر خضر سے فرصت شرار کی
شاید وہ بھول کر کبھی یہان ہی رکھے قدم		یکسان کرو زمین ہمارے مزار کی
وعدہ یہ کل کے آنے کا اوس سخت جان سو کر		طاقت ہو جس کسیکو ترے انتظار کی
قائم صبا سے اہل چمن نے اگر کہین	ق	آمد سنی نہین ہے ترے گلعذار کی

غنچہ نے کسکے بوسہ کو یہ لب کیے ہین جمع
گل کیون بنا ہے باغ مین صورت کنار کی

فرصت نہ زلزلہ کے تئین دیتکے ایک دم		گر ہم سے بیقرار زمین کے تلے گئے
اوس سبزہ کی طرح سے که ہو رہگذار پر		رودن[ف] مین ایک خلق کے یہان ہم ملے گئے

قائم شباب ہی مین مناسب تھا شور عشق
جانے دے اب یہ کام که وہ ولولے گئے

ف رونده نے سے اسم رودن بنایا ہے لت روندن اب بھی بولتے ہین ۱۲

ہے وہ تجہہ مین واسطے جسکے تو اس خواری مین ہے
پر خدا جانے کہ تو کسکی طلبگاری مین ہے

قصر شاہ و کلبۂ درویش مین راحت کہان
یہ مزا اپنی ہی ٹوٹی چاردیواری مین ہے

لے سکے قائم سے جو کچہہ لے چلے اے نادان نقد
وہ مسافر آج کل چلنے کی تیاری مین ہے

تو اپنے سے دل کی خو نہ سمجھے
یہ بگڑے تو پہر کبہو نہ سمجھے

سو حرف ہین خامشی مین لیکن
اِس بات کو ہرزہ گو نہ سمجھے

سمجھو گے ہمارے بعد ہم کو
پر حیف کہ روبرو نہ سمجھے

سمجھا رہے ہم تو تجھکو قائم[۵۱]
پر کیجیے کیا جو تو نہ سمجھے

حال دل صبح و شام کیا کہیئے
ایک قصّہ مدام کیا کہیئے

غم کی چیٹک نہووے جس دل مین
سنگ ہے اوسے یا خام کیا کہیئے

کی تہی جون تیون[۵۲] کے جس سو رات بسر
اب پہر آئی وہ شام کیا کہیئے

کردیا اک جہان تہ و بالا
عشق کی دہوم دہام کیا کہیئے

میری اب تک پہرے ہے آنکہون مین
ہاے رے وہ خرام کیا کہیئے

آپہی چلئے کہ آگے قاصد کے
یار کا ہے پیام کیا کہیئے

ولہ

ہے جو دم مفلس کے جی پر نزع سو دشوار ہے
ہر نفس ہے دار اوسکو جو کوئی نادار ہے

اِس تب ولرزہ مین اے خورشید اک تو ہی نہین
گردشِ دوران مین دیکہا جسکو مین بیمار ہے

گر یہی ناسازی دین ہے تو اکدن شیخ جی
پہر وہی ہم ہین وہی بت ہے وہی زنّار ہے

۵۱ یعنی سمجھاتے ہے ۱۲ ۵۲ یعنی جون تون کرکے ۱۲

اس تجاہل پر مین مرتا ہون کہ سب کچھ جان بوجھ
ہر کسی سے پوچھتے ہو تم یہ کیسا بیمار ہے

ولہ

شیخ جی مانا مین اسکو تم فرشتہ ہو تو ہو
لیک حضرت آدمی ہونا نہایت دور ہے

جانئے قائم کچھ آگے کیا قیامت ہوگا تو
اس بڑھاپے پر تو تیرے سر مین اتنا شور ہے

دل مرا دیکھ دیکھ جلتا ہے
شمع کا کس پہ دل پگھلتا ہے

ہمنشین ذکر یار کر کچھ آج
اس حکایت سے جی بہلتا ہے

دل مژہ تک پہنچ چکا جون اشک
اب سنبھالے سے کب سنبھلتا ہے

آج قائم کے شعر ہم نے سنے
ہان اک انداز تو نکلتا ہے

شیخ جی آیا نہ مسجد مین وہ کافر ورنہ ہم
پوچھتے تم سے کہ اب وہ پارسائی کیا ہوئی

روسیئے اس بتکدہ مین آج کس کسکو کہ یہان
دیکھتے نظر نکلے اپنے اک خدائی کیا ہوئی

گو کسی حالت مین ہو قائم مین سجھون ہون تجھے
ہے تو تو وہی پہ تیری کبریائی کیا ہوئی

جون موج مرا قافلہ غافل ہے سفر سے
کیا جانئے کہان جائیگا آیا ہے کدھر سے

سر کھینچے اگر عرش تلک تو بھی بجا ہے
شرمندہ نہین آہ مری روی اثر سے

مانند نگین چاہے اگر نام کو قائم
باہر نہ قدم رکھیو مر جان تو گھر سے

قصائد کا انتخاب

ہے اس حدیقہ مین جون غنچہ اوسکی زیست بکام
کہ تنگ آئے جو شیشہ سی منتقل ہو بجام

ہے ساتھ عیش کے زیر سپہر کلفت غم
کہ متصل ہو شفق سے ہمیشہ ظلمت شام

ڈرا آہ اہل کدورت سے تو کہ برق بلا
زبانہ زن ہے سدا اشک شعلہ زیر غمام

نہ جل کے خاک ہو کیونکر اساس خانۂ دل
ہو عشق شعلہ طبیعت جہان مدار مہام

مین ہون وہ دانۂ آتش رسیدہ بو کے جسے
خجل ہے آپ کشاورز گردش ایام

خدا ہی جانے کہ کیا اس وجود سے تھی مراد
کہ ہے نہ کف کے لائق نہ قابل اسلام

جو ناتمامی خلقت یہی ہے اپنی کہ ہے
تو بعد[1] مرگ بھی شاید کہ ہو جیئے نہ تمام

گنہ کئے ہین مین جتنے سو ہین حساب سے بیش
ڈرے ہے دل کہ ہو روز حساب کیا انجام

زہے شفیع کہ گر ہو نہ اوس سے چشم کرم
تو اک جہان تبہ کار کا تباہ ہو کام

مین قصر قدر کی اوسکے کہون سو کیا رفعت
کہ پہلی سیڑھی ہے جسکی نہ آسمانکا یہ بام

ہے جی مین وہان مین یہ مطلع پڑھون حضور کے بیچ
جہان نعیم دو عالم ہین کمترین انعام

ہے اس طریق پہ تجھسے جہانکا ربط و نظام
ہو ساتھ شخص کے سایہ کو جسطرح سے قیام

خدا نکردہ جو تیری نگاہ خشم کے ساتھ
پڑے معاملہ گردون کو قہر کے ہنگام

ہوا مین جیسے وہوان دم مین ہوئی ہے ناچیز
ہون اسطرح متلاشی سپہر کے اجرام

کرے نہ عدل ترا گر بحار ظلم فرو
رہے نہ خلق ترا گر جہانکا تازہ مشام

قریب ہے کہ ہو پردون مین آسمانکے ورم
یقین ہے کہ فلک کو ہو خبط یا سرسام

---

[1] دو نسخون مین بیان لفظ بعد ہے ۱۲

بن ترے رخش کی جلدی کو کیا کرون تحریر | کہ جسکی سیر سے عاجز ہے سرعت اوہام

ہ عار قدر ہے اوسکی جو شعلہ تک کہئیے | یہ ننگ رتبہ ہے اوسکا جو کہئیے برق خرام

بسان شعلہ ہے تحریک باد سے مضطر | برنگ باد ہے اپنے مین آپ بے آرام

ہے وہ روندہ کہ صحرا تراش و کوہ شگاف | ہے یہ دوندہ کہ گردون نورد و عرش خرام

طلا و نقرہ ترے دست جود کے آگے | زبسکہ آپ کو پاتے ہین بیوقار تمام

ہی سبب ہے کہ روپے کا رنگ روہی سفید | یہی جہت ہے کہ سونے کا زرد ہے اندام

نہا ہے شہد سے شیرین کلام منہ کا مرے | ہمین لطف عذوبت کلامی خدام

مان فلک نے لیا امتحان قلم کا مرے | کہ مین دیا نہ عطارد کو دس جگہ الزام

لب اسطرح مین لکھے بیان رباعیات و غزل | کہ تر ہوے نہ خجالت سے سعدی و خیام

را اس تفاخر بیجا سے مجھکو کیا حاصل | جو دشمنی مین ہے میری یہ چرخ نا فرجام

گر ہون ماہ رکھے مجھکو تیرہ پائے کسوف | دگر ہون مہر کرے مجھکو تنگ زیر غمام

وہی وہ صبح کب ایسی کہ مثل غنچہ مین دل | بھرا نہ خون سے مانند شیشۂ حجام

سب سیاہ مین زورق شکستہ بادیہ تند | ہے آگے قلزم و[۵] پیچھے نہنگ خون آشام

ایسے وقت مین تو ہی نہ دستگیر ہو تو | امید کس سے رکھے یاوری کی پھر یہ غلام

لئی جب تئین باہم فقیہ و دانشمند | اسے حلال بتا دین اوسے کہین کہ حرام

مدے دین یہ ہو تو سکر حرام ساغر عیش | حلال جام طرب ہو سوا الیون پہ مدام

ولہ

ن کیا کیا تھا ترا اے سپہر کج رفتار | کہ یہان تلک تو ہوا ہے سکر درپئے آزار

۵ ہندی لفظ کا عطف فارسی کے واو سے اب متروک ہے ۱۲

جو چند کس سے تھے موافق میری طبیعت کے — بہر نمط مجھے کٹتے تھے اون مین لیل و نہار

اگرچہ ہاتھہ سے تیرے ہر ایک نالان تھا — یہ درد دل کا تو کرتے تھے یکدگر اظہار

بہر طریق مرا وقت خوش گزرتا تھا — بھلے برے سے زمانہ کے کچھہ نہ تہا سروکار

لے آیا وان سے مجھے اب تو اس مصیبت مین — کہیان نہ مونس و ہمدم نہ یار نے غمخوار

خوشا وہ عہد مین روتا ہون یاد مین جسکی — زہے وہ وقت کہ جسکا ہے درمیان تکرار[۱]

یہ کب روا ہے کہ ہر دم کرون مین واویلا — یہ کیا بلا ہے کہ آنکھین مری رہین خونبار

غلط کہا مین یہ کیا حرف تہا معاذ اللہ — کہان کی بات مین کی کس مقام پر اظہار

ہے چرخ کون کہ جس سے طلب کرے امداد — وہ شخص - ہو وے جو مداح حیدرؑ کرار

ولہ

جنگ گردون نہوی آج بھی اصلاح پذیر — ہان کدھر نالہ کا نیزہ ہے کہان آہ کا تیر

ہو سکے مجھسے بھی جو کچھہ سو کرون مین نہ قصور — آخران نے تو نہ کی کام مین اپنے تقصیر

کب تلک قید مین غم کے مین رہون آٹھہ پہر — تابکجا دام و قفس مین رہون افلاک کے اسیر

روز میرا یہ کرے صرف نشاط آفاق — تیرہ بختی سے رہون تنگ مین جون وقت اخیر

امتحان پہلے کرے کاٹ کا اوسکی مجھہ پر — قتل پر جسکے کرے تیز یہ ظالم شمشیر

کیا بلا آئی کہ صورت نہین[۲] بندہتی تسکین — کیا ہوا آہ کہ آرام نہین[۲] شکل پذیر

رخ جدہر کیجیے اک آفت نو دست بجیب — جسطرف جایئے اک تازہ بلا دامنگیر

گر یہی شکل ہے اس دل کی تو کب تک یہ صبر — ایک دن مین وہ در دولت نواب وزیر

عہد مین جسکے گدا نعمت شاہی سے نفور — دور مین جسکے بچان کثرت دولت سے فقیر

[۱] مصنف کی زبان پر تکرار مذکر ہے ۱۲ [۲] یعنی تسکین کی صورت نہین بندھتی ۱۲

جوکھون حق مین ترے اوس سے ہی آگے تری قدر
اے امیر ابن امیر ابن امیر ابن امیر

وہ جوان تو ہے کہ للکارے جومیدان کے بیچ
حال اعدا کا نہ اِک خوف سے ہووے تغیر

ڈال دے ڈرکے سپر وہان فلکِ کہنہ ستیز
گر پڑے قبضہ سے مریخ کے چھٹ کر شمشیر

شوخی تیغ کا تیری مین کرون ذکر سو کیا
غمزۂ کافرِ خوبان کی ہے جسمین تاثیر

بے مدد ہاتھ کے جاسے ہے وہ کہ اوڑ کر لاگے
ہو نہ جوہر سے اگر پاؤن مین اوسکے زنجیر

ولہ

سحر کہ پرورشِ گریہ پہ تھی دل کی نگاہ
کرے تھی موج نفس ہر قدم لہو مین شناہ

ہجوم غم سے یہ صورت تھی مزرع دل کی
ہو جون گذار سے لشکر کے حال کشت تباہ

اگرچہ مہر خموشی لبون پہ تھی لیکن
کرین تھی دل سے تراوش ہزار نالہ و آہ

یہ تیرہ بختی سے میری جہان تھا تاریک
غلط کرے تھا خضر اکثر اپنے گھر کی راہ

مٹے ہی جاسے تھی ہستی نفس کی جنبش سے
بسانِ نقشِ قدم ہو جو باد کے سرِ راہ

ولہ

جہان کو شادی تھی آنے سے عید قربان کے
صلائے عیش و طرب دے رہا تھا ہر مغموم

تھے طرف کعبہ کے اسطرح مائل اہلِ حجاز
ہو سطح عرش پہ جیسے ملایکہ کا ہجوم

سکت تھا جی سے مین گا ہے کہ وا اے قسمت بد
کہے تھا دل سے کبھو مین کہ آہ طالعِ شوم

جنہون نے عزم کیا تھا حرم مین ہونگے آج
رہا تو ایسی سعادت سے ایکبہی محروم

یہ قطع کرکے مری بات پیر دانش نے
کہا وہ حرف کہ جس سے یہ رمز ہو مفہوم

ہر ایک چیز کا ہے اِک بدل جہان کے بیچ
ضرور کیا ہے کہ اس مرتبہ ہو تو مغموم

جو سنگ کعبہ کو حجاج نے دیا بوسہ
تو آستانۂ دولت کو جاکے اوسکے تو چوم

کہ جسکا عدل ہے جب سے جہان پہ سایہ فگن | رہا نہ ایک زمانہ مین نام کو مظلوم
ترے ہی سایہ مین شادان مدام اہل فنون | تری ہی ذات سے نازان ہمیشہ اہل علوم
گدا کے سر پہ ترے ابر جود نے جسدم | کیا نثار گہر[۵۱] کا بوضع شکر قدوم
تو شل شاخ کہ پنہان ہو خوشہ زر مین | ہوا نہین ہے وہ گوہر کے گنج مین معلوم

ولہ

ہر لحظہ ہے بیداد ہر اک وقت جفا ہے | نے شرم و مروت ہے نہ یہان مہر و وفا ہے
اے اشک شتابی لے خبر میری کہ یہ خاک | آتا ہے کوئی آہ کا جھوکا تو ہوا ہے
نازان ہے فلک اپنی تعدی پہ میری یاس | آجائے جو ایسے مین وہ ظالم تو مزا ہے
جون اشک ملا جائے ہے دل خاک مین کہہ آپ | کیا جانئے کسکی یہ نگاہون سے گرا ہے
گردش سے نہ پامال ہوا چشم کی جو دل ؛ | سرمہ وہ تری جنبش مژگان ذکیا ہے
اے مبدع سفاکی واے کان جلادت | اتنا ہی ستم عاشق بیکس پہ روا ہے
قائم سے جوان کو ترے کوچہ مین جو مین آج | دیکھا تو وہ مشرف بہلاکت[۵۲] ہو رہا ہے
غش سے جو کبھی ہوش مین آتا ہے تو اوسدم | کہتا ہے جو کچھ سر پہ میرے ہو سو بجا ہے
کچھ آپ وہ خواہان نہوا اتمام سے دل کا | صد منت و زاری سے مین دل اوسکو دیا ہے
لیکن کہے اتنا کوئی اوس شوخ سے جا کر | ہر اک پہ نہ کر ظلم ترے حق مین برا ہے
ڈرتا ہون کسیکا نہ کرے حوصلہ تنگی | یہان داد رس خلق امیر الامرا ہے ؛
وہ عدل مجسم کہ جہان لطف ہو اوسکا | پامالی سے وہان سبزہ کو صد نشو و نما ہے
ہو عکس پذیر آئینہ طبع مین اوس کے | وہ راز جو نظروں سے فلاطون کے چھپا ہے

[۵۱] یعنی گہر نثار کئے ۱۲ [۵۲] (ہو رہا) کا واو وزن سے گرانا آجکل کے شعرا کے محاورہ مین نہین ۱۲

ولہ

جون صدف کون وہ لب تشنہ ہے ایسا کہ جسے — ابر نے فیض کے تیرے کر نہ کیا ہو سیراب
ہان مگر ایک مین محرومی طالع سے فقط — ہون ترے سایہ مین اب مورد انواع عقاب
کام کا آگے تو رکتا تھا مین خدمت مین سوال — یہ بھی اب سعت ہی حاصل ہوا گر صاف جواب

ولہ

خدا نگاہ[۵۱] تو ہے جہان مین اصل وجود — تری ہی درستی[۵۲] ہو کیون نہ کار خلق درست
مین کل جو خواب سے چونکا تو دیکھتا کیا ہون — نہین زمانہ کا احوال کچھ بوضع نخست
نہ ہین تو اسے فلک اپنے طور پر مربوط — نہ ہین زمین کے اجزا نظر مین محکم و چست
اسی خیال مین تھا مین کہ یہ کسی نے کہا — کہ آج طبع خداوند کچھ رہی ہے سست
سو حق کرے کہ تو جیتا رہے ہے بیت ممدوح — سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست

ولہ

کہو عدو سے مرے اب رہے وہ فارغ بال — کہ یہان نہین ہے سر کینہ و دماغ جدال
کیا ہے سہج[۵۳] مین جو ناگوار تھا دل پر — رکھا ہے سہل مین جو تھا مزاج پر اشکال
زبس ہون محو تغافل مثال آئینہ اب — نہین ہے روکشی نیک و بد سے دل پہ ملال
سبب ہے یہ کہ جو نا شاعر اب ہین ہند کے بیچ — سر آمد آپ کو ہر فن کا بوجھ[۵۴] کر بخیال
ہے کون جسے نہین کرتے نسبت نقصان — کہ او سکے پردے مین اپنا ہو تا کہ عرض کمال
علی الخصوص رہ و رسم پیروی سے ہو گم — لسان سایہ پڑے ہین عبث مرے دنبال

۵۱ فعلاتن کے عین کو ساکن کر دیا ہے فارسی مین ایسا بہت ہے ۱۲ ۵۲ سے کے محل پر تی آگے بولتے تھے ۱۲
۵۳ سہج اب ترک ہوتا جاتا ہے ۱۲ ۵۴ یعنی سمجھ کر اور بوجھنے کا لفظ پہیلی کے لئے خاص ہے ۱۲

ہر ایک جا ہین ہجا گو وہ غالیا نہ مرے
کہ رو برو نہین دم مارنے کی جنکو مجال

ولہ

نت ترے امر پر رکھے ہے نظر
ہے اگر یہان قضا وگر ہے قدر

کیون نہ کہیے تجھے شجاعت جنگ
ہے شجاعت تری جہان مین سمر

لکھیے تیری ثنا تو جون رگ گل
ہووے بالیدہ ہر خط مسطر

تجھسا روشن گہر نہین دیکھا
باز ہین جب سے دیدۂ اختر

تاکہ[۵۱] عالم سے معدلت نے تری
ظلم کا برطرف کیا ہے اثر

باغ مین بید کا نپتا ہے سدا
خونی کپڑون پہ گل کے کرکے نظر

کہ مبادا کوئی کرے نہ گمان
برگ سے لے رہا[۵۲] تھا یہ خنجر

ہو تیری مدح کا جہان خطبہ
چاہیے عرش[۵۳] سے ہو وہان منبر

کون اس دیر مین ہے لالہ صفت
کہ تر کہتا ہو ہاتھ مین ساغر

ہان مگر ایک مین کہ جائے رحیق
قوت اپنا کیا ہے خون جگر

رو[۵۴] کرون کس طرف کہ عالم مین
جس طرف جاؤن ہے کساد ہنر

وائے اسوقت پر کہ فرق نہین
خرقۂ عیسوی سے تا جل خر

لیک یہ بھی ہی جائے شکر کہ آج
ہے تو اک قدردان اہل ہنر

یا الٰہی ہے جب تلک باہم
نسبت خاص خامہ و دفتر

۵۱ جہان مصنف نے تاکہ کہا ہے اب اس محل پر جبسے کہتے ہین ۱۲ ۵۲ لے رہا تھا یعنی لئے ہوئے تھا ۱۲ ۵۳ ایسے محل پر سے کی جگہ کا کہتے ہین ۱۲ ۵۴ رو کرنے کی جگہ رخ کرنا اب محاورہ ہے ۱۲

مجھہ سے بہتر ہزار اہلِ سخن ‌ ‌ ‌ ‌ نت[51] ترے در پہ ہون ثنا گستر

ولہ

سنا ہے جب سے ناوک کا ترے بیم ‌ ‌ ‌ ‌ تکے ہے مُنہ کو ارجن کے کھڑا بہیم

کھڑے ہین بزم[52] تیری مین ہر اک سُو ‌ ‌ ‌ ‌ بسان شمع اہلِ تخت و دیہیم

تری بخشش کے خطرہ سے ہمیشہ ‌ ‌ ‌ ‌ سفید و زرد ہوتے ہین زر و سیم

تجمل دیکھہ کر گھر کا ترے کیون ‌ ‌ ‌ ‌ دل اعدا نہو نالش سے دو نیم

فلک نے جاہ سے اوسکی ہے لیکر ‌ ‌ ‌ ‌ کیا ہے زیادہ[53] تیسکر مال پر جسیم

واندر کا اکھڑا ہے ترا شہر ‌ ‌ ‌ ‌ ہے جس مین چار سو خوبان کی تعلیم

کہین مرذنگ[54] کی دہہ کار کا شور ‌ ‌ ‌ ‌ کہین تن تن تنم تا دیم تا دیم

ولہ

ہے نفع اپنی جنس سے زیرِ فلک محال ‌ ‌ ‌ ‌ کھولے گرہ نجوم کی کب ناخنِ ہلال

سازی ہوائے فلک نیکوان[55] سے دیکھہ ‌ ‌ ‌ ‌ ہے روے گل طپانچہ بادِ صبا سے لال

صان بدر سے ہی یہ روشن کہ اسنے بیان ‌ ‌ ‌ ‌ رکھا ہے اک قرار یہ دے کر کسے کمال

نا ہے خاص کرکے یہ مجھسے وہ راہ و رسم ‌ ‌ ‌ ‌ ناگفتہ جسکو آتے ہے خاطر یہ انفعال

بن کرے نہ نالہ وہ مجروح کس طرح ‌ ‌ ‌ ‌ پہلو[56] مین جسکے بند ہو تیرِ ستم کی بھال

[51] نت متروک ہوگیا ہے نت نیا اب بہی بولتے ہین ۱۲ [52] یعنی بزم مین تیری تین وغیرہ کو فاصلہ سے لانا اب نہایت
سمجھتے ہین ۱۲ [53] ابہی تک عوام زیادہ کا لفظ اسیطرح بول جاتے ہین جسطرح مصنف نے نظم کردیا ہی مگر نظم و نثر مین ہی کا
رکہنا مزور سمجھتے ہین ۱۲ [54] اب نہ کوئی مرذنگ بجاتا ہی نہ اوسکی دہدکار کو نظم کرتے ہین ۱۲ [55] لفظ نیکو بے ترکیب فارسی
اب نہین استعمال کرتے ۱۲ [56] تیر کا بند پہلو ہوجانا مراد ہے ۱۲

یہ کچھہ ربط ہے کہ ایک دل اور اسقدر ستم
کچھہ دخل ہے کہ ایک سر اور اسقدر وبال

قائم نہین وہ شخص کہ جون شاعران دون
ہووے کسی طمع پہ کہین جا کے ہرزہ مال

کتنی ہے یہ متاعِ فرومایۂ جہان
جسکے لئے قبول ہو یہ تنگی سوال

سو بار مجھکو چرخ تو دیتا تھا عز و جاہ
سن سن پر اوسکی بات کو ہی مین دیا ہی ٹال

مر جاؤن گر مین پیاس سے دیکھون نہ اوسطرف
حیوان سے ہو جو پاس رکھا شربتِ زلال

لیکن نہون مین کیونکہ تری مدح کا حریص
تو ہی یہ کہہ کہ ہو ہین کہین سب تجھسے باکمال

تو ہے[1] کہ دیکھتے مین ترا ارتفاع قدر
ہاتھون سے لین ملایکہ نے پگڑیان سنبھال

یارب ہو جب تلک کہ زمانہ کے باغ مین
گل سر پہ اک جہان کے اور خار پایمال

عزت تری ہو مایۂ تذلیل دشمنان
دایم بفضل داور دادار بے ہمال

ولہ

مرغ فکرت وہم و اندیش کا پہنچے نہ وہان
طائر ہمت کا تیرے جس جگہ ہے آشیان

کم ہم پہنچا ہے تجھسا یہان خلقت جب سے کہ ہی
از ازدواج امہات خاک و آبا سے زمان

چیز کیا گردون جو خواہش پر تری مارے نہ چرخ
کیا بلا انجم نہ جن پہ حکم ہو تیرا روان

رفعتِ گردون کو تیرے جاہ سے نسبت ہے کیا
اس مین اور اوس مین تو ہے فرق زمین و آسمان

اللہ اللہ مخیم اجلال کا تیرے شکوہ
جسکے ہر ہر برج مین ہی وسعت کون و مکان

عرض و طول اسکا نہایت کم دگر نہ آستر
اسکے بیچوبہ کا کرتے اطلس نہ آسمان

نیزہ بازی بیچ جب دیتا ہے تو نیزہ کو پیچ
ابر مین خجلت سے اوسکی برق ہوتی ہے نہان

کیا کہون مین زور پہنچا اسکے دشمن پہ لیک
کیا کہون مین زور بازو کی ترے تاب و توان

[1] تو ہے یعنی تو ایسا ہے ۱۲

باپ کی ہمت کہون تیرے کرین یا دادا کا جود
ہے کریم ابن کریم اوّل سے تیرا خاندان

قبلہ گاہا وقت آنے کے مین خدمت مین تری
جی مین یہ سوچا کہ کیا لیجاؤن یہان سے ارمغان

نے کچھ اسباب جہان سے ساتھ جز دست تہی
نے متاع دہر سے کچھ پاس غیر از نیم جان

ہان مگر لکھہ لون کچھ اک[۵۱] ابیات بمعنی درست
سو وہ یہ خواری کہ تیری مدح کے لائق کہان

ہے تو اس فن کا بھی یہ ماہر کہ وقت حرف و گفت
گنگ ہے اہل سخن کی روبرو تیرے زبان

کیا مین زیرہ کو کرون ارسال کرمان کیطرف
کیا مین بھیجون تحفۂ طوطی سوے ہندوستان

روبرو تیرے سخن کا اپنے دینا شرح و بسط
عرض[۵۲] حکمت کا ہے یہ پیش فلاطون زمان

ہے تو خوبی کا بھی میری ہر طرف بازار گرم
ورنہ اوس جا کہ جہان یوسف کا ہووے کاروان

ولہ

شب گزشتہ مین تھا کنج حزن مین گریان
بہے ہے تہین کئی موج اشک پر طوفان

اگرچہ غم سے ہوا تھا مرا جگر سوراخ
ولے مین نے کی طرح سے تھا دم بدم نالان

کبھو تو روئے تھا مین صبر کی جوانی کو
کبھو تھا ماتم حسرت مین زار و مرثیہ خوان

زبسکہ خون ہی اوس رات چشم روئی تھی
جگر کے ٹکڑون سے جون گل بھرا تھا مین دامان

ہر اشک خون مرا غنچہ بہاری تھا
ہر ایک لخت جگر تھا برنگ گل خندان

غرض کہ اپنے غم و درد دل کی دولت سے
کیا تھا رشک ارم مین نے کلبۂ احزان

بوضع خود مین اوٹھا وہان کی سیر کو یکدم
یہ چمن طرازی دل پر بہت سا ہو نازان

جلو مین کتنے غم و درد و رنج تھے میرے
رکاب مین کئی اک یاس و محنت و حرمان

کہ ایک بلبل بے بال و پر طبیعت نام
نظر پڑی مجھے وہان خاک و خون مین غلطان

۵۱ اک بیان پر محاورہ حال مین نہین ہے ۱۲ ۵۲ مصنف کی زبان پر لفظ عرض مذکر تھا ۱۲

نہ ایکدم تھی غم روزگار سے خاموش — ہزار دل سے زبان تک تھی شکوہ کو دوران

غزل سرا تھی یہ اوس کنج انزوا مین بدرد — طرح سے مردم ماتم زدہ کے نوحہ کنان

لے اب نسیم تو خوش رہ مین کوئی دم ہون یہان — چراغ مضطرب الحال کی طرح مہمان

مین ایسی زیست سے گزرا کہان تلک دم نزع[۵] — کہین بھی مردن دشوار ہووے گا آسان

غرض تمام سنی تھی یہ بات اون نے کہ مین — کہا یہ اوس سے کہ اے پیشوای دل شدگان

کہان سے سیکھے ہین تو نے یہ نالۂ جانسوز — کدہر سے ہاتہہ چڑھے ہین ترے یہ طرز بیان

مین دیکھتا ہون تو اسوقت مین کم از سودا — کسو طرح سے نہین ہے ترا بھی سوقِ زبان

غرض کہ سنتے ہی اِس بات کے خفا ہوکر — کہا یہ مجھہ سے کہ خاموش رہ بس اے نادان

زہے شعور کہ ہم جنس جان دونون کو — جو سمجھے رتبہ مین الماس و سنگ کو یکسان

وہ عندلیب ہے اِس باغ کا وہ جسکے حضور — مجال کیا ہے کہ ہو سبز طوطی رضوان

وہ افصح الفصحا جسکے مُنہ سے کفر کی بات — جلا دے سامعہ کو جیون سماعتِ قرآن

زہے پیمبر اہل سخن کہ وقتِ کلام — ہزار معجزے ہر بات سے ہون اوسکے عیان

حضور اوسکے پڑہا چاہتا ہون وہ مطلع — کہ تا بحشر رہے یادگار اہلِ جہان

مثال آئنہ تیری ضمیر پر ہے عیان — جو راز غیب کے پردہ مین تہا ملک سے نہان

ہزار حسن ہر اک بات کے ترے صدقے — ہزار لطف ترے ہر کلام کے قربان

وہ گل زمین ہے شاداب شعر کی تیری — کہ پہول مُنہ سے جہڑے اوسکا جب کرین بیان

در بہشت کا کُھلنا نظر مین اوسکی ہو سہل — جو دیکھے کہول کے اِک مرتبہ ترا دیوان

[۵] یعنی کہان تک نزع کی حالت مین رہون ایسے مقام پر فعل کا حذف محاورے مین جاری ہے ۱۲

ولہ

کیا ہے جب سے تری معدلت نے جگ[۹۱] مین ظہور	رہے ہے چار دانگ جہان امن و عیش سے معمور
خوشا یہ بازو سے ہمت خوشا یہ دست کرم	کہ جسکے جود کے اوپر[۹۲] ہے نازش جمہور
ہے اک جہان تری سایہ مین اِس طرح سے شاد	کہ جون کنار مین مادر کے طفل ہو مسرور

قطعہ

انداز نگاہ رکھ سخن مین	یعنی جو کہے ہے نیک کہہ تو
دو گوش ترے ہین اور زبان ایک	تا دو نہ سنے نہ ایک کہہ تو

رباعیون کا انتخاب

کیا پشم ہین دنیا کے تو یہ اہل نعیم	عزت نکرین اپنی جو دیکھین زر و سیم
مسجد مین خدا کو بھی نکیجے سجدہ	محراب نہو خم جو براے تعظیم

ولہ

پانی ہو دلا جو حل نہین ہوسکتا	یعنی گرہ ہو جو کھل نہین ہوسکتا
شعلہ جو چراغ کا ہے غنچہ سے شبیہ	گُل ہووے ہی گرہ گُل نہین ہوسکتا

ولہ

لہرون کو جہان کی اے دل خانہ خراب	کچھ دیکھ ہی سرگشتہ ہو جون گرداب

۹۱ جگ اب نہین بولتے اور مکروہ سمجھتے ہین ۱۲ ۹۲ اس محل پر اوپر کا لفظ اب بھی محاورہ مین جاری ہے مگر تحریر مین اوپر کے بدلے پر لکھتے ہین ہان اپنے کے ساتھ اگر ہو تو اپنے اوپر ہی لکھین گے اور اپنے پر دہلی و لکھنؤ مین خلاف محاورہ سمجھتے ہین ۱۲

یہان طول امل پر اپنی ہستی کے موج | مکر دار سے ہے جب تو آنکھہ ماری ہے حباب

ولہ

قائم کی جو شوکت گدائی دیکھی | درویشی کے روپ مین خدائی دیکھی
پروانہ تھی گر کرین دو عالم سجدہ | سنتے تھے جو کچہہ سو کبریائی دیکھی

ولہ

چرخ اب ہمین جو دے ہے نہین لیتے ہم | کونین بہی گو دے ہے نہین لیتے ہم
ہم لیتے ہین جس ڈہب سے نہین دیتا وہ | جس ڈہب سے کہ وہ[۵۱] دے ہے نہین لیتے ہم

ولہ

اس ڈہب کی نہ زیست ہے گوارا مجکو | بے مرگ نہ مرنے کا ہے یارا مجکو
کیا لطف ہے موت سے مری ہے عالم | یہان رنج نے زندگی کے مارا مجکو

ولہ

ٹہانا ہے جو دل مین وہ ارادہ ہی رہا | لاکہون کیے رنگ تسپہ سادہ ہی رہا
بیذق بس ہفت خانہ ہو ہے فرزین | سو گہر مین بہرا و لے پیادہ ہی رہا

ولہ

قائم وہ نہین ہم کہ گدائی کرتے | یا بیٹھہ کے تخت[۵۲] بادشاہی کرتے
اس شان غیور کے مناسب یہ تھا | یکچند جو ہوتے یہان خدائی کرتے

ولہ

[۵۱] وہ مین ہ کو غیر ملفوظ لیا ہے اور اشباع سے واو پیدا کر کے جو کا قافیہ کیا ہے متاخرین نے بھی ایسا اکثر کیا ہے ۱۲

[۵۲] ایسے محل مین پر کا حذف اب نہین کرتے ۱۲

بس قبلہ نہ پیچ وتاب دے تجھے مجکو
کچھ اور نہین جو پاس دینے کو مرے
دینا ہو جو کچھ عتاب دے تجھے مجکو
ہے منہ مین زبان جواب دیجے مجکو

رباعی

کب باغِ ارم ہے اس مکان سے بہتر
جسکی ہے ہر اک سمت جنان سے بہتر
جوپھانک سے رنگترے کی ہیا نکی قائم[۵]
ہے وہ لبِ شیرین بتان سے بہتر

ولہ

جس روز یہ ہمنے گوشہ گیری لی تھی
آزادگی کے عوض اسیری لی تھی
کیا غم سے غم اور غصے سے غصہ یہ تو
سب سے رہ دہر اتنا جب فقیری لی تھی

ولہ

کتنا مین نہین کہ مطلق اے دوست نہ چل
لیکن ہے ہر ایک گام پہ صد نوع خلل
اتنا رہے ملحوظ کہ قرآن کے بیچ
چیونٹی کو کہا ہے حق تعالیٰ نے نہ مل

ولہ

ہے آج وہ دن ہین عیش ہر دم جسمین
صد غنچہ کہلے ہین عقدۂ غم جسمین
تجھ سا لگرہ کی یعنی سے ہے طرفہ گرہ
ہوتا ہے کشادکار عالم جسمین

ولہ

تا زلف بتان وبال جی کا ہووے
دشمن کا ترے نہ بال بیکا ہووے
ہے بے نمک آج عیش شیرین تجھ بن
یارب نہ ترا بدن تو پھیکا ہووے

[۵] موافق محاورہ کا مصنف نے نون کو گرا کر موزون کر دیا رنگترہ اُسے بھی بولتے ہین ۱۲

ولہ

قائم جو تو تو آب سے دکھہ پایا ہے
کہہ بھڑوے کو جو زبان پر آیا ہے
سرمہ نہین کہایا کہ رہے گا خاموش
کہایا ہے اگر تو تو نمک کہایا ہے

رباعی

قائم گئی کس طرف وہ تیری ہو ہا
اتنا جو ہوا زبون سرما تو ہا
ہین بال کہڑے بدن کی اور سکڑے ہی
اے خانہ خراب تو کہ جنگلی چوہا

ولہ

ناصح ہم آپ کو ہین گر ہین مجنون
تو آپ کو بقراط ہے یا افلاطون
ہر اک کے لیے ہی جگ مین اک طور جدا
کل حزب بما لدیہم فرحون

ولہ

روٹی کے لئے کہائے تم ہیر جی میر
کہیئے تو بجا ہے آپ کو میر خمیر
ہر میر ہوسے یہ اوسطرح کے جیسے
ساگون مین ہے کوتھ میرا گون مین ہیر

واسوخت کا انتخاب

ہمنشین مجہہ سے تو کچہہ حالِ دلِ زار نہ پوچہہ
قصۂ دردو غمِ فرقتِ دلدار نہ پوچہہ
غم یہ دل کا ہے نہ پوچہہ ای مرے غمخوار نہ پوچہہ
کیا کہون تجہہ سے کہ کسکا ہون گرفتار نہ پوچہہ

آہ اوس شمع کا یہ سوختہ پروانہ ہے
آشنا سب سے جو اور مجہہ سے ہی بیگانہ ہے

تہا جو دل نام وہ اک عمر کا حاصل میرا
جس پہ موقوف تہا ہر عقدۂ مشکل میرا
ہاے یون ملکے ہوا اوس سے یہ قاتل میرا
کیا بلا آئی اسے ہے یہ وہی دل میرا

ناظر اب حال مین اپنے جو کبھو ہوتا ہون
دیکھتا ہون مین زمانہ کا مُنہ اور روتا ہون

ایک جا گہ[۵۱] یہ نہ تہا یہان سبھے آرام کہین
عشق کیا بلکہ نہ تہی یہان ہوسِ خام کہین

طرفہ حالت تہی مری صبح کہین شام کہین
سب سے ملتا تہا یہ کچہہ دل کو نہ تہا کام کہین

مین نجانے تہا کہ کیا دنیا مین پابندی ہے
مین اور اک ایسے کا عاشق یہ خداوندی[۵۲] ہے

غیر شمشیر جسے مجہہ سے کبھو بات نہین
دن اگر لطف کی باتین ہین تو پہر رات نہین

یک و تیرہ یہ جو جایا ہو تو ملاقات نہین
جز خلش کچہہ اوسے منظور مری سات[۵۳] نہین

جب نہ تب قتل کا میرے اوسے آہنگ سدا
خواہ ناخواہ سبب غیر سبب جنگ سدا

کب تلک آہ اوٹہائینگے یہ ہم جور ترے
یہان ترستے رہین ہم لوٹین مزے اور ترے

بس بہت ہم نے یہ احوال کیے غور ترے
واقعی یہ کہ یونہین گر یہ ہے طور ترے

بعد ازین مین و سرِ کوچہ دلدار دگر
تو ہی معشوق نہین جاے دگر یار دگر

اب کہ اوٹہہ کر جو ترے کوچہ سے جائین گے ہم
جسطرح ہویگا دل تجہسے اوٹہائین گے ہم

پہیر[۵۴] آکر کے نہ مُنہ تجھکو دکہائین گے ہم
یہ نہوگا کہ ترے پاس پہر آئین گے ہم

۵۱ جگہ کی جگہ جاگہ آگے بولتے تہے اب کراہیت کرتے ہین ۱۲ ۵۲ خداوندی ہے یعنی خدا کی شان ہے ۱۲
۵۳ بات کے ساتہہ ہاتہہ اور ساتہہ کو قافیہ کرنا اب صحیح نہین سمجھتے ۱۲ ۵۴ پھیر کو اب مکروہ سمجھتے ہین ۱۲

التفات[۵۱] اپنے پہ گریبان نہ کرے گا کوئی
آگ ہم دین سے گر اِس دل کو نہ لے گا کوئی

قائم اَب کیون نہ ترے جور سے فریاد کرے
سخت حیران ہے نہ کیونکر گلہ[۵۲] بنیاد کرے
تو ہی کہہ دل کو کس امید پہ وہ شاد کرے
کیا کرے گر نہ ترا شکوہ بیداد کرے

ہاتھ سے ترے وہ دل خستہ بجان رہتا ہے
حق بجانب ہے سب اوسکی وہ جو کچھ کہتا ہے

مثنوی رمز الصلاۃ کا انتخاب

بنام طراز ندہ جسم و جان
کہ رکھتا ہے ہر تن مین حکم روان
یہ عالم ہے سب اک سعین وجود
وہ ہے بود اسکی یہ محض اک نمود
تہین نطفہ مین پنہان یہ تشکلین تمام
ہین جو عضو و اعصاب و عضل و عظام
یہ دل تہا نہ وہان آرزو مند ہوش
نہ رکھتا تہا پروا سماعت کی گوش
کیا شخص نے صلب سے جب ظہور
ہوئین سب اضافات جسمی ضرور
دیا انتہا کو طبیعت کا کام
کہ تا اوس سے ہو اِس بدن کو قیام
اسیطرح سے جو تو دیکھے ہے بیان
سہے مامور اک کام پر سب جہان
تو کرتا ہے پاؤن[۵۳] سے سر کی تمیز
ہین اپنی جگہ پاؤ سر سے عزیز

[۵۱] یعنی اپنے اوپر ۱۲ [۵۲] گلہ اور نالہ بنیاد کرنا آگے محاورہ تہا ۱۲ [۵۳] آگے پاؤن کو پانو لکھتے تھے لیکن جسطرح اِس مصرع مین پانو کو قائم نے نظم کیا ہے اِس سے یہ قرینہ پیدا ہے کہ اوس زمانہ مین ہی واو کے بعد نون تلفظ مین تہا نہین تو یہ مصرع ناموزون رہا جاتا ہے ۱۲

یہ ادراک و تمیز و عقل و خبر / دل و دیدہ و نطق و سمع و بصر

نہ تو جان اک رائگان یا سے ہے / کسی کام سے یہ کنایا سے ہے

چنانچہ ہے ادراک سے یہ مراد / کہ بےحس نہووے تو مثل جماد

کرے حاصل اپنے سے اک آگہی / کہ حاصل ہو ہونے سے تیرے یہی

نہین تجھسے بہتر ہین خشت و رخام / کہ اک وقت آوین مزابل مین کام

اسی طرح دل جسکو کہتا ہے تو / بنا ہے وہ اتنے لئے جون سبو

کہ دے اپنی حالت سے تجکو نشان / کہ ہے بادۂ عشق کا یہ مکان

اسی طور پر جو جسد باقی تمام / کہ ناشی ہے ہر عضو سے اک پیام

سو یہ عضو تیرے جو ہوتے ہین خم / سر و دست و زانو و پشت و شکم

ہے اس سے یہ مطلب کہ ای مرد راہ / تو سب تن سے ساجد ہو پیش اله

سُن اب اسرف اسے خداوند راز / کہ ہے کئی طرح پر جہان مین نماز

ہے اوّل تو اک طور خاص و عوام / کہ جسکو نہین کچھہ خدا ساتھہ کام

جو دیکھا کہ یہ فعل کرتا تھا باپ / اوسی رسم و عادت پہ چلتے ہین آپ

جو دے نفع اون کو رکوع و قیام / تو اتنا کہ حرکت سے ہضم طعام

کرین طرح طوطی کے ذکر اله / یہ ذکر زبان کو نہین دل سے راہ

ہے ہر چند ظاہر مین یہ فعل نیک / یہ واقع مین کرنا نہ کرنا ہے ایک

بہ تقلید اوٹھہ بیٹھہ کرتے ہین سب / نظر مین نہ مطلوب ہے نے طلب

کرے بوزنہ کو کہ انسان کے کام / یہ جو فعل اوسکا ہے سونا تمام

طرح اہلِ ظاہر کی ہے دو مین / کہ کعبہ مین پوجے ہین بت کے تئین

تراشین تخیل مین اپنے خدا | وہ حاضر ہو جون بندہ نظرون مین آ
کہین دل مین اوسکو یہ معبود ہے | ہین ساجد ہم اسکے یہ مسجود ہے
رکھین سر زمین پر جو بہر سجود | تصور مین ویون خدا کو وجود
کہ یہ سر ہے پاؤن سے اوسکے قریب | ہمارا سر اور پشت پاسے حبیب
یہ خود بین ہرگز خدا بین نہین | سدا آپ پوجین ہین اپنے تئین
سوم اہلِ تحقیق کی ہے نماز | حقیقت کا در جنکے منہ پر ہے باز
کہ جب سدرۂ قرب سے ہون دوچار | نہ جبریل کو ہمسری کا ہو یار
سُنے فاخلع النعل سے وہ نشید | کہ ہستی تری یہان ہے کفش پلید
جو چاہے ہے اس بارگہ مین خرام | پرے رکھہ کہ جوتی کا یہان کیا ہے کام
سُنے گوش دل جب یہ قانونِ راز | ہو تارِ نفس خود بخود نغمہ ساز
کہ یارب تجھی سے ہے توفیق وبس | کہ پانی سے ہے جنبش مشتِ خس
نہین مطلقاً آپ کو اختیار | کہ دوشِ ہوا پر ہے سیرِ غبار
مرے ہاتھہ گھوڑے کی گو ڈور ہے | یہ مین ناتوان اور وہ منہ زور ہے
ہوا کیا جو روشن ہے جرم نگاہ | ہے بے نور خارج کب اوسکا نباہ
جو پردے مین اوستاد کھینچے صفیر | ہے طوطی کو اوس نطق سے ناگزیر
فرو لائین جب سر برائے رکوع | سوے آب قطرہ کی سمجھین رجوع
کرین سجدہ ہر گاہ مثل حباب | ہون سرتا قدم شرم ہستی سے آب
چنانچہ سنا ہے ہین یہ حرف راز | کہ جب حضرت شاہ پڑھتے نماز
زبس آتشِ شوق ہوتی تھی گرم | تنِ پاک جون موم ہوتا تھا نرم

کیا ابن ملجم نے اِک دن سوال | برائی کا دل بیچ رکھہ کر خیال

کہ اے پیشوائے زمین و زمان | فدا تم پہ مین بلکہ سارا جہان

سبب کیا ہے اسکا کہ تیر و تبر | بہت تم پہ ہوتا ہے کم کارگر

ہنسے وہ رضا جوئے ایزد تعال | کہ تیرِ قضا سے ہے چہپنا محال

کہا اور جسوقت کیجے نظر | مرا تن ہے فولاد سے سخت تر

مگر جب کہڑا ہون مین بہر نماز | ہر اِک عضو جون موم ہووے گداز

رکہی اون نے یہ بات مدنظر | کیا حربہ اِک روز وقت سحر

ہے جسطرح مشہور ہر خاص و عام | کیا کام اوس شاہ دین کا تمام

پس اس سے یہ پیدا ہے حرفِ صواب | کہ یون چاہیئے ہے عبادت کا داب

کہ ہو اسطرح بحر ہستی مین غرق | کہ مشکل ہوا اپنا اسے آپ فرق

ہے جب تک کہ تو آپ سے باخبر | تجہے اوس سے ای بیخبر کیا خبر

یہ ہست آدلا آپ سے کر جدا | کہ ہو جلوہ گر تجہہ مین نور خدا

خوشا حال مردانِ راہِ خدا | کہ مشغول طاعت ہین بے دست و پا

تو جانے ہے کشتی مین بیٹہا ہی مرد | وہ ہر لحظہ ہے آپ سے رہ نورد

ترے کسب کا نام ہے یہان عمل | ہین خطرے سے وہان سو طرح کے خلل

مقرر ہے جو اس جگہ بندگی | ہے وہان کفر و خذلان و شرمندگی

یہ یہ بات ٹک فہم سے دور ہے | نہ سمجہے اگر تو تو معذور ہے

کہ نکلے سب جو کچہہ بصیرت سی کام | ہے حسِ بصر اوس جگہ ناتمام

زبان گنگ کرتی ہے اِس حی کی کیف | جو سمجہا سو سمجہا نہ سمجہا سو حیف

اِک اندھے سے پوچھا کہ اے گوشہ گیر
تو کھاے گا مطبخ مین پکتی ہے کھیر

کہا کھیر کے حال سے دے نشان
کہ ہوتی ہے کیسی وہ اے مہربان

نہ سمجھا یہ اوسکی جہالت کا بھید
کہا مثل بگلے کے ہو ہے سفید

کہا ڈول بگلے کا ہوتا ہے کیا
کہ یہ نام ہے کان سے آشنا

کیا اِن نے اِک ہاتھ کو اپنے خم
کہ یہ ہے اوسکا وہ پشت و شکم

لگا کہنے یہ کر کے اوسکو ساس
کہ نگلی نجائیگی اے[۱] بنے تو پاس

سو وجدان سے جس ماہیت کا بصیر
نظیر اوسکی کہتا ہے اندھے کی کھیر

ہے **قائم** جو کچھ تجھکو عقل و خبر
تو آ اِن حکایات سے درگزر

مین ڈرتا ہون اِس طول تقریر سے
نہ جاے بگلا کہین کھیر سے

ہولی کا بیان

دلا آج سچ کہہ تو ہے کیا سبب
کہ جون غنچہ ہر دل ہے محوِ طرب

اُبھرتا ہے مستی سے مے کا حباب
ہے بالیدہ شادی سے موج شراب

ہے لبریز مستی چمن یہان تلک
کہ نرگس کی گردن گئی ہے ڈھلک

ہے مستی سے یہ حال عالم تباہ
کہ ملّا نے گم کی ہے مسجد کی راہ

جو اب دیر کے راہ سے آئی ہے
وہ بے پانو قاضی نکل جاے ہے

بہم رند و زاہد سے آشام ہین
مگر یہ کہ ہولی کے ایام ہین

خوشا موسمِ عیش و عہدِ نشاط
کہ عالم کو ہے یہان تلک انبساط

[۱] لعنی مجھسے نگلی نہ جائیگی ۱۲

ستارون نے ہر سمت کھینچی ہے صف — بغل مین لئے ماہ پھرتا ہی دف

جہان گھر سے باہر ہو مہر منیر — ملے صبح چہرہ کو اوسکے عبیر

نہ مشرق[۵۱] کا گوشہ شفق سی ہے لال — ہے جھولی مین افلاک کی یہ گلال

زبس ہر گلی مین ہے لڑکونکا شور — ہے کیچڑ مین ہر راہ رو شور بور

جو اہل[۵۲] آبرو سے ہے دولاب وار — نت اوسکے گلے مین ہی جوتی کا ہار

کسی پر کوئی چپکے پھینکے ہے رنگ — کوئی قمقمون سے ہی سرگرم جنگ

کسو نے لگائی ہی کوتے مین گھات — کہ بازی مین خلوت کی ہے لاکھہ بات

نگاہین کسو کی ہین بیان حرف جوش — ہے ابرو سے کوئی اشارت فروش

کسیکا کوئی کھولتا ہے نقاب — کوئی محو بازی مین ہے بے حجاب

زبس رنگ کی ہر طرف مار ہے — جہان یکقلم زعفران زار ہے

الٰہی ہے جب تک کہ یہ شور و شر — ہو عالم مین ہولی سے باقی اثر

کنور کے سبب چاندپور مین تمام — رہے بیج کی سی سدا دہوم دہام

اکول کی ہجو

اک حافظ ہم سے آشنا ہے — کھانے کا وہ جی سے مبتلا ہے

ہر لحظہ ہے اوسکو پیٹ کا فکر — یہ کچھہ کھائے ہی یا ہی کھانے کا ذکر

موقوف طعام پر مدار است — کچھہ اوسکی نہین ہے۔ گھاس یا پات

۵۱ اب نہین کے محل پر نہ ہے کہنا متروک ہے ۱۲ ۵۲ اہل سے اضافہ کا ترک اس جگہ اب نہین کوئی کر سکتا ۱۲

جو آگے تم اوسکے دہر دو کہا جاے | بکری کی طرح سے مُنہ چلا جاے

حتےٰ کہ جو وقت کہانے کے آئے | کہانا نہ ملے تو مار ہی کہاے

ازبسکہ یہ پیٹ کا ہے بندا | کہانے ہی کا رٹ اسے ہے دہندا

ممکن نہین جون حباب چین آئے | گو پہول سکے پیٹ دم نکل جاے

فاقون سے زبس رہے ہے مضطر | موت اپنی وہ مانگتا ہے اکثر

پر شرط کرے ہے یہ خدا سے | مر جائیے بہی تو درد ابتلا سے

حسرت سے غرض کہ بہر کے وہ آہ | پڑہتا ہے یہ شعر گاہ و بیگاہ

خوش زیست بسر وہ کر گئے ہین | ہیضہ سے جو لوگ مر گئے ہین

ق

دیکھے ہے اگر کہین بہری مشک | کہاتا ہے یہ بکریون پہ وہان رشک

کہتا ہے خوشا نصیب اِن کے | مر کر بہی بہرے ہین پیٹ جن کے

کاش اپنے گلے یہ بہی چہری ہو | پر کیون ہی[۵۱] شکم کی تو بُری ہو

جاتا ہے جو نان پزکے یہ گہر | دہان بیٹھے ہے جون تنور گڑ کر

کہاتا ہے اگرچہ وہان یہ بدذات | آٹے کی طرح سے مُکّی اور لات

پر چہوڑے ہے روٹی کی یہ کب دہن | گو نکلے ہے مار سے پلیتھن[۵۲]

ہو آتش معدہ دونی برپا سے | جون آگ یہ جتنی لکڑ سین[۵۳] کہاے

ہوتا ہے کبہو جو کچہہ میسّر | یون ہو سکے ہے اوسکو کہاتے مضطر

---

۵۱ کیون ہی یعنی کسی نہ کسی طرح ۱۲ ۵۲ اِس لفظ مین پہلے ت پر پیش بولتے تہے اب زبر محاورہ مین ہے ۱۲ ۵۳ لکڑی وغیرہ کی جمع لکڑ مین بہت مگر وہ اب سمجہتے ہین ۱۲

چاہے ہے کہ وہ ہین سب نگل جاوی | گو دست و دہان کچھہ ہی جل جاوے

قدسے بہی غرض کہ کچھہ دوبالا | جون چیونٹی اٹھانے ہے نوالا

دیکھہ اسکا سلوک ہانڈی کے ساتھہ | نت زیر زنخ ہے ڈوئی کا ہاتھہ

جو علم کیا تہا اون[لہ] نے تحصیل | سو بہوک مین ہوگیا وہ تحلیل

اب دے جو نظر مین نظم حلوا | پڑہتا ہے کبہو یہ نان و حلوا

کرتا ہے جو فن شعر مین غور | بہاتا ہے اسے حلیم کا طور

نائی کی ہجو

اب جو حجام اپنے ساتہہ ہی یہان | سو یہ بہڑوا ایلشت گندہ دہان

سر تراشی کو جس کسیکی یہ آئے | اوسترا سر پہ اسطرح سے چلائے

ق

درد کے مارے ہووے یہ احوال | کہ پکے پہوڑے سے جیسے نوچیے بال

غرض اک دن تہی میری کمبختی | جاے کیدہر نصیب کی سختی

ساتہیون سے کہا مین اپنے تمام | لائین اصلاح کو مری حجام

جو ہین کوئی اسے بلا لایا | لوگ بولے کہ ہاے وہ آیا

جب گلو بند اون نے باندہ[لہ] دیا | پہر تو گویا گلے مین پہاندیا

روکے دم بولتا تہا یہ حجت ہون | جیسے دمڑی کی لڑکے کی چون چون

لہ اون نے کے محل پر تعظیم کے لئے اونہون نے کہین گے نہین تو او سنے اب محاورہ ہی ۱۲

لہ باندہ اور پہاندہ مصنف درست سمجہتے تہے لیکن اب قافیہ ان دونون مین متروک بنیے ۱۲

اِک گلے پر تھا ایک سر پر ہاتھ ۔ ہو کے مضطر کہے تھا اوسکے مین ساتھ

ہا ہا اوستاد جی شرط ہم تم مین ۔ بس کر اِس بار اگلے اب جمین

گو مرے یا جیسے کوئی کچھ ہو ۔ کام سے اپنے کام تھا اوسکو

آرٹے ہاتھون جو اون نے سر کو لیا ۔ سر نوشت ازل کو میٹ دیا

زخمون کی زیادتی جو تن پہ ہوئی ۔ ہر جگہ پر چپیکی[51] اون نے روئی

بسکہ تن پر ہوا روئی کا وفور ۔ ہولی کا تھا یہ روسیہ لنگور

قصد جانے کا جب لگا کرنے ۔ حق خدمت طلب لگا کرنے

مین نفر سے کہا ہے جو معتاد ۔ دے وہی چار پیسے کم نہ زیاد

بولا بس یہ بھی مسخری[52] ہی ہوئی کہو ۔ اِس سے دونے کی تو لگی ہے روئی

خوب اک شخص سے لیا نہ لیا ۔ مفت ہی ایک سر مین مونڈ دیا

مین جو دیکھا بگاڑ کا اسلوب ۔ جی مین سوچا کہ ہے مصالحہ خوب

جون تون راضی کیا مین اوسکے تئین ۔ کہ ٹلے سر سے یہ بلا تو کہین

ایک جھوٹے امیر کی ہجو

آہ کیا ہو گئے وہ لیل و نہار ۔ کہ ہر دمہ کو جھوٹ سے تھا عار

یا اب اِک وقت یہ الوٹھا ہے ۔ جو ہے اسوقت مین سو جھوٹا ہے

سیٹھا اِس گروہ کا سردار ۔ جسکا مانحن فیہ ہے تکرار

جھوٹ سے بسکہ ہے مزا پاتا ۔ جھوٹے باسن نہین یہ دُہلواتا

[51] چپکائی ۱۲ [52] مسخرگی مراد ہے ۱۲

سہے یہ وہ جہوٹ بولنے والا
جہوٹون کا سب جہان کے ہے سالا

ہے وہ ناپاک نحس و شوم و لعین
جہوٹے ہاتہون نہ مارے سگ کے تئین

ایک کرتا ہون مین نہ اسپر طعن
نص سے ثابت ہے کاذبین پہ لعن

جہوٹ سے خوار ہو نظر مین عزیز
سب معائب مین جہوٹ ہے بدچیز

ہووے کیسا ہی خوشنما سوتی
جہوٹے کی قدر کچہہ نہین ہوتی

باقی اب اس مین کیا معما ہے
ہاتہہ جہوٹا جو ہو نکما ہے

کونسی بات مین ہے میری دروغ
صبح کاذب مین کس جگہ ہے فروغ

اک مصاحب سے اوسکے دوشینہ
پوچہا مین کا سے محب دیرینہ

کچہہ مین سمجہا نہ اس سخن کو ہنوز
جہوٹ کیون بولتا ہے یہ شب و روز

مجہہ سے اتنے کئے ہین جو اقرار
سیکڑون ہی ہین کیجیے جو شمار

لیک ہے یہ زبان کا کچا
ایک دیکہا نہ اون سے مین سچا

بولا کہتا ہے بات تو کس کی
بولنا جہوٹ ارث ہے اسکی

باپ اسکا جو تہا بڑا نواب
تہا وہ نسل مسیلم کذاب

کل ہی زیور جو اوس کا لوٹا تہا
خوب دیکہا تو سب وہ جہوٹا تہا

روپے کے جو عصا رکہے ہین غلام
خول کا اون پہ سب ہے جہوٹا کام

کفش زر دوزی پہر[1] سے ہے یہ اگر
سہے وہ جہوٹا کلابتون یکسر

ایسے جہوٹے کی باتون پر تو نجا
ہو جو رخصت ہی یہانسے تو ہے بجا

[1] پہرنا یعنی پہننا ۱۲

کیچڑ کی ہجو

یہان کیچ[۵۱] کا اسقدر ہے ہنگام / خشکی کا سنا نہین کہین نام

نکلے ہے کوئی جو گھر سے ناگاہ / ڈہونڈھے ہے وہ پُل[۵۲] صراط کی راہ

ٹک اس مین کیا جو پانو نے فرق / یکبار ہے سر پا تو ٹک غرق

رستو مین ہے خلق اسطرح خوار / جون شہد مین ہون مگس گرفتار

جاتے ہین جو اِن دنون مین دربار / اسطرح سے ہین ذلیل اور خوار

اِک خلق کا ازدحام ہے ساتھ / پکڑے ہے کوئی کمر کوئی ہاتھ

کہتا ہے کوئی کہ بیل بناؤ / بولے ہے کوئی کہ ناؤ لاؤ ٹٹو

ہر چار طرف نفر کھڑے ہین / کیچڑ مین میان اُند[۵۳] ہے پڑے ہین

مت جان ہے پالکی جنہون[۵۴] پاس / ہرگز نہین کچھ انہون[۵۵] کو وسواس

وسنکے[۵۶] بھی گئے ہین کیچ سے ہوش / پھرتے ہین ہمیشہ خانہ بردوش

رتھ مین جو کوئی سوار ہو یہان / وہ سب سے زیادہ خوار ہو یہان

چلنے کا کرے جو اِک قدم سیل / پھر پہیے نہ رتھ نہ آپ نے بیل

یہانتک ہین جتھر زمین کی گہری / تاتحت ثرا کہین نہ ٹھہری

۵۱ کیچڑ کو اب کیچ نہین کہتے ۱۲ ۵۲ عوام کا محاورہ یونہین ہے کہ اضافت نہین دیتے ۱۲ ۵۳ اوندھے کو اُندھے باندہا ہے ۱۲ ۵۴ جن کے پاس ۱۲ ۵۵ اونہون کو متروک ہے اس محل پر اونکو کہتے ہین اسکے برعکس اون نے متروک ہے اور اوسکے محل پر اونہون نے بولتے ہین ۱۲ ۵۶ وسنکے یعنی اونکے دہلی مین اب بھی اس طرح لہجہ مین داخل ہے مگر تحریر مین متروک ہے ۱۲

ہُوکا نون مین اسین ہین سرِدم
سو بیل ہین ہوا تھا وہ گم

اللہ رے شدت گل و لا سے
رپٹے[51] سے جہان خیال کا پا سے

اس راہ سے بہول کر کبہو آئے
بکری کی طرح سے شیر میا ے

چہینٹو نکا زبس وفور ہے بیان
کیچڑ سے ہین ہر اک کے لیے افشان

دو چار جو بیٹہتے ہین مل پاس
ہوتا ہے عجیب فرہ کا اجلاس

کیچڑ مین ہین شور بور[52] ایسے
چہلے مین پڑی ہو بہینس جیسے

بنگی کی ہجو

تھے اک بنگی لیکن نو آموز سے
کچہہ افراط انہون نے کی ہر روز سے

کہین جس جگہ پر یہ بیٹہے تہے وہان
تحالیف کا ہر صنعت کے تہا بیان

جو کہجلون کا آیا بنارس کے ذکر
لگے کہنے یہ کر کے دل بیچ فکر

کہ کہجلے یہ کس شکل سے کہائیے
مگر کوت سے بنیے اور اوڑ جائیے

چلے یہان سے اوڑتی یہ اس لہر مین
کئی بار کوٹے ہو اوس شہر مین

اوتر کر انہون نے زر دے ہوا
لیا وہان جو ہین منہ مین کہجلا اوٹہا

کی حلوائی نے ان پہ جلیبے کہ چوٹہا
یہ قین وسینے کر ہو گئے لوٹ پوٹ

زبس زار و مجروح پایا انہین
احبا نے ملکر اوٹہایا انہین

یہ گودی مین تہے دوستون کی نڈہال
کرے تہا ہر اک ان سے تفتیش حال

پہ ثابت ہوا بعد چندین درنگ
کہ آج آپ نے پی تہی تہوڑی سی بنگ

۵۱ رپٹنا معنی لغزش اب متروک ہے ۱۲ ۵۲ اب زیادہ تر شرابور بولتے ہین ۱۲

سو اس بات سے ہی یہ مطلب مرا
کہ نہین[۵۱] بنگ سے پوچ کوئی نشا

جو رکہتا ہے کچہہ بہی تو عقل و حواس
تو مست ہو گدہا کہا کے ہر ایک گہاس

لالہ بدی کی ہجو

یہان جو کوئی غنی ہے یا محتاج
چاہیئے یہ کہ جانے قدر[۵۲] اناج

ہے یہ دانا وہ گوہر نایاب
جسکی خاطر ہے اک جہان خراب

ہین سدا چرخ مین یہ چرخ کبود
اسلئے تاکرین اسے موجود

ابر لاتا ہے اپنے دوش پر آب
تا رکہے کشت خلق کو سیراب

چاند سورج کو رات دن ہے سفر
ہووے تا پختگی سے اوسمین اثر

برق اور باد جو کوئی ہے یہان
ہے اسیواسطے وہ سرگردان

پس جوان خواریون سے ہو تیار
گیہون چاول ہو یا وہ ماش جوار

کہا ہر اک جنس کو بدل کے سدا
تا ہر اک کے لئے ہو شکر جدا

نہ کہ اسطرح جون بدی لالا ہے
ہو بدالی کا اس کی منہہ کالا

اک نری ماش ہی وہ کہاتے ہین
یادکر خلق کو سڑاتے ہین

منہہ کو جون فازہ کہول کر یہ پسم
ہر طرف سے کرے ہے جذب نسیم

تاکسی طرح کرکے قرض اودہار
پاوئے سے نہو جیئے بیکار

رابعہ کب انہون کا جوڑا ہے
یہ عجب طرح کا بدوڑا ہے

[۵۱] نہین کو نین بولتے تو آب بہی ہین مگر نظم و نثر سے متروک ہے ۱۲ [۵۲] ہجومین شوخی ایک یہ بہی کی کہ ہندی لفظ کی طرف فارسی اضافت دیدی ۱۲

بیچتے تھے وہ ایک کوڑی گوز | مفت لاکھون یہ دین ہین[1] سر ہر روز

گاہ طوطی کا دے سے ہے چہکارا | گہ یہ شدت کہ گونجے کہسار اٹو

گاہ اک ڈول پر دراز صفیر | گہ اک آواز تند لیک قصیر

دے سے ہے ہر وقت اک نئی آواز | گوز ہے یا یہ بلبل شیراز

حکایات کا انتخاب

ہے یون یاد وحشت کے عالم کی بات | کہ گزری تھی دردو تالم سے رات

سحر دل مین ہوئی[2] خواہش سیر باغ | کہ ہووے اسیطرح دل کو فراغ

بہر حال جا کر جو پہنچا مین وہان | نظر آگیا مجھہ کو اک باغبان

لئے ہاتھہ مین تیغ دیوانہ وار | درختون سے کاٹے تہا وہ شاخسار

کہا مین کہ اے شخص کیا حال ہے | علی الرغم تیرے سے یہ حال ہے

لگا کہنے ہنس کر کہ سن اے فہیم | نہین خالی حکمت سے فعل حکیم

نہ سمجھے اگر قطع یہ شاخسار | نہ اشجار لاوین کبھی برگ و بار

شجر کو ترقی ہو بڑہنے مین کم | نکیجے اگر شاخ اوسکی قلم

ہے منظور اس کاٹنے سے یہ حرف | کہ قوت نما کی نہ ادہر ہو صرف

غرض اوسکا سمجھا جو مطلب مین اور | معا دل مین گزرا یہ کرتے ہی غور

ہے انسان بہی اس باغ مین اک شجر | علایق ہین جون شاخ باصد گر

[1] سر دین ہین یعنی سر کرتے ہین ۱۲ [2] ہوئی کو اس طرح باندہنا کہ تقطیع مین دو ہی حرف رہ جائین ٹیب نہایت مکروہ ہے ۱۲

کشان ہے جو شئے اسکو سوے علو — ہے اِس طرفہ اشجار کی وہ نمو
غرض ہین تعلق ہی بیجا صلی — جو پیوند ہا بگسلی واصلی

حکایت

سنا جا سے ہے اِک ہوس کا حال — کہ رکھتا تہا نت کیمیا کا خیال
یہ کچھہ کرکے دل بیچ اپنے قیاس — گیا ایک درویش کامل کے پاس
رہا اونکی خدمت مین تا چند سال — کیا ایک دن وقت پا کر سوال
اگر کیمیا آپ کو یاد ہو — تو بندہ کو بھی اپنے ارشاد ہو
کہا ہے یہی گر ترا مدعا — تو بہتر ہے دیتا ہون[۵] تجھکو بتا
غرض طور جب کر گئے سب بیان — کہا اس مین اِک شرط ہے درمیان
یہ نسخہ تو جس وقت لیکر بناے — کہین دل مین بندر کا خطرہ نہ آئے
کہا اوس نے یہ بات ممکن نہین — جو خطرہ ہو دل مین وہ جاوے کہین
تمہین اسکا دینا جو منظور تہا — تو اس حرف کا کون مذکور تہا
نہ سمجھا غرض اوسکے رمز و نکات — کہ پردہ مین تہی مرد عارف کی بات
تو جب دل کو خطرہ یہ قادر کیا — تو بہریشم ہے خطرۂ کیمیا

حکایت

نہین بہولتی مجکو اب تک وہ بات — کہ مارے تہا بیٹے کو باپ ایک رات

۵ اِس محل پر بتائے دیتا ہون کہتے ہین ۱۲

وہ بیچارہ اس حال سے بے خبر
کہے تہا یہی کرکے آہ و فغان
کیا مین جو اس رمز کو خوب غور
کرے کس سے بخشش کی اپنی طلب
الٰہی اوسی طفل عاجز کے طور
اگر لطف کیجیے وگر اب جفا

مجہے غیر مارے ہے یہ یا پدر
چہڑا مجہکو اسے والد مہربان
نہین دیکہتا مشفق اپنا یہ اور
وہی لطف اس پر کرے یا غضب
مرا ہی نہین کوئی تیرے سوا
مین راضی ہون جو کچہہ ہو تیری رضا

حکایت

سُنا ہے کہ دو شخص باہم تہے یار
رہا دوسرا اپنی حالت مین تنگ
گیا یہ گدا اوس تونگر کے پاس
قضا کار پہنچا یہ جب اوس جگہہ
بدستور معہود بعد از نماز
تاسف سے اِن نے کہا ہے ستم
سو آپہی اسے یہان تو پایا گدا
غرض یہ یہی کہتا ہے جس سے کہ حال

ہوا ان مین سے ایک کو اقتدار
کہ یونہین ہین نیرنگ دنیا کے رنگ
رفاہ اپنی حالت کا کرکے قیاس
کہا او سوقت مشغول طاعت تہا وہ[1]
کئے دست دعوت جب اون نے دراز
سمجہہ کر غنی اسکو آئے تہے ہم
کرے گا یہ کیا اپنی حاجت روا
جو کیجیے گا اب تو اوسی سے سوال

وہی دے کہ دینے سے جسکو ہو کام
ہے معلوم ساقی کو ہر اک کا جام

[1] وہ زبر کے ساتھ اب مکروہ ہے ۱۲

حکایت

سنا ہے کہ اک مرد اہلِ طریق ‏ — ‏ نہایت ہی واقع ہوا تہا خلیق

چنانچہ جو صحبت مین ہوتا کہین ‏ — ‏ اوڑاتا نہ منہ سے مگس کے تئین

کسی نے کیا اوس سے اک دن سوال ‏ — ‏ کہ اس وضع سے کیا ہے تیرا مآل

جو ہلنے مین اک ہاتھ کی ہووے کام ‏ — ‏ تو حاصل اوٹہانے سے تکلیف تام

کہا راستی سے جو تو نے کہا ‏ — ‏ و لے اس سے یہ ہے مرا مدعا

کہ جس حال مین دون مین اوسکو اوڑاے[۵۱] ‏ — ‏ سے ہے ممکن کسی اور پر بیٹھہ جاے

غرض جتنے گزرے ہین اہلِ کمال ‏ — ‏ ہر اک کا سمجھتے تھے اپنا سا حال

حکایت

ہے یون یاد اک مرد عالی مقام ‏ — ‏ رکہے تہا پسر نیک مسرف تمام

غرض یہ کہ آمد جو معہود تھی ‏ — ‏ معاش اوسکی کچھ اوس سے افزود تھی

پدر نے جو حال اوس کا پایا تباہ ‏ — ‏ لگا کہنے اک دن نصیحت کی راہ

کہ اے جان بابا تو اپنا اگر ‏ — ‏ رکہے دخل اور خرج مدنظر

تو کاہے کو یان تک ہو آشفتہ حال ‏ — ‏ کہ اب زندگانی ہے تجھ پر وبال

ہے انسان کو لازم ہو جب عز و جاہ ‏ — ‏ رکھے روز درماندگی کو نگاہ

کرے گم نہ دولت مین اپنے تئین ‏ — ‏ کہ یہ وقت خوش آج ہے کل نہین

[۵۱] دون اوڑاسے مین ی نہایت مکروہ ہے ۱۲

مین سمجھا جب اوسکے سخن کا مآل — کیا ذہن نے اسطرف انتقال
کہ اپنی بھی ہستی جو موہوم ہے — ثبات اسکا جتنا ہے معلوم ہے
بہت خوب ہے - آج ہم بھی اگر ہو — نہون کل کے احوال سے بیخبر
کرین حاصل اس زندگی بیچ دو — کہ جس حال مین میسر ہووہ تو ہو
ولایات قائم کے تئین گوش کر — کہ ہین یہ حذف بہتر از صد گہر
نہین زلف دکاکل سے اوسکا کلام — کہ وحشت کا ہر بلہوس کی ہو دام
یہ اسکو سنے جو سمیع قبول — ہے ممکن کرے کچھ سعادت حصول
نہین اس مین گو شاعرانہ تلاش — یہ ہین جمع باہم معاد و معاش

حکایت

سکندر نے اک دن ارسطو کے ساتھ — کہا اے شناسائے چندین نکات
جو عالم مین پیدا و ناپید ہے — ترے باز ادراک کا صید ہے
مجھے اس سخن مین ہے حد اضطراب — کہ رتبہ مین ہے پیر بہتر کہ باب
کوئی دم تو جون غنچہ ساکت رہا — طرح گل کے پھر ہنس کے اوس سے کہا
کہ ظاہر تو رتبہ مین دونون ہین ایک — بڑا تفرقہ ہے حقیقت مین لیک
یہ نطفہ کا ہے باپ کے سب ظہور — کہ عالم پڑا اصل اپنی سے دور
ہوئی یہان گرفتاری قید تن — نہ روئے رہائی نہ راہ وطن
وہ شہباز تجرید جون عنکبوت — ہوا پھنس کے جالے مین محتاج قوت
جب اس حال مین پیر کی نظر — کہ عیسی وحل مین ہے مانند خر

نکال اوس حضیض بلا سے سلیم	کیا تجھے اوج فلک پر مقیم
غرض ہے جو منظور تجکو یہ حرف	کہ ہو موجزن بار دیگر یہ برف
توکر فیض کا پیسے اکتساب	کہ ہستی تری یخ ہے وہ آفتاب

حکایت

سنا ہے یون یاد مجھکو کہ پیش از تمیز	رکھے تہا مین مٹی نہایت عزیز
پدر نے جو اک روز دیکھا یہ حال	دی مٹی کچھہ اک لاکے گہر بیچ ڈال
پر اس مرتبہ تلخ کی تہی وہ سب	کہ کڑواہٹ اوسکی زبان پر ہے اب
کچھہ اوس سے جو لیکر مین کہائی کمین	نہ دیکھا کبھو پھیر سوے زمین
نکرتا وہ یہ فکر گر اسطرح	تو مجھہ سے یہ خو چھوٹتی کسطرح
ہے تجھسے یہی صحبت روزگار	کہ نادان ہے تو اور وہ دانا سے کار
رکھا چاہتا ہے تجھے جس سے باز	کرے ہے ترے کند دندان آز
بخور ہر چہ آید ز دست حبیب	نہ بیمار دانا تراست از طبیب

حکایت

سلف کے زمانے کا تاریخ دان	یہ لکھتا ہے احوال وارفتگان
کہ ملک عجم کا تہا اک بادشاہ	خداوند دیہیم و تخت و کلاہ
قضا کار وہ والی نامدار	ہوا درد قولنج سے بیقرار
طلب کی اطبا نے تجویز سے	طبیعت کی تلیین ہر چیز سے

پر اوسکو نہ ہوتا تھا کچھہ سود مند | ہر اک نسخہ تہا دوا وسکا دو چند
دوا سے نہ دیکھی جب اون نے فلاح | کی ارکان دولت سے اپنے صلاح
کہ دست دعا کیجیے کر طلب | یہ نسبت دوا کے مناسب ہے اب
گئے ملکے یہ اک قلندر کے پاس | کیا واقعہ اوس سے سب التماس
کہا دست دعوت کرون مین دراز | اگر پادشاہت کرے وہ نیاز
سُنا شاہ نے جب گدا کا سوال | کیا دل مین اپنے یہ اوسدم خیال
کہ جب جان ہی ہاتھہ سے جائیگی | تو کس کام پھر سلطنت آئیگی
غرض لکھہ دے اقرار اک فرد پر | دیا ہیچ اوس مرد کامل کے گھر
رکھا اوسکو ادر کرکے اون نے وضو | دعا اسکے حق مین کی ہو قبلہ رو
جو مسدود تھی ریح روده کے بیچ | ہوی دفع کھلتے ہی سدہ کا پیچ
غرض پائی جسوقت ان نے شفا | لگا کرنے وعدہ کو اپنے وفا
کہا مرد درویش نے کاے عزیز | اسے چاہیے شخص پر ہے تمیز
کہ خواہش مین اوس سلطنت کی دی جان | جو وابستہ اک گوز پر ہے ندان[۱]
غرض یہ جہان جاے یکچند ہے | عیش دل ترا اِس جگہ بند ہے
نہ کر فکر دنیا کہ باطل ہے یہ | نہ آلودہ کر دل کو ہیان دل ہے یہ
اگر ہے گدا یہان وگر پادشاہ | سہے دونون کی زیر زمین خوابگاہ

مختصر ہوا بس جو ہونا ہلاک
چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک

[۱] لفظ ندان بہی مدت سے ترک ہوگیا ۱۲

لطیفہ

کیا پہلجہڑی سے مین اک شب سوال
کہ اے شعلہ بازی ترا کیا ہے حال

جو اجزا ہوائی مین ہین یک بیک
وہی سب ہین تجہہ مین بلا ریب شک

تہو وے جب آپسمین کچہہ امتیاز
تو پہر کیا ہے وجہ نشیب و فراز

کہ وہ مایل سر کرنا رہے
تجہے خاک سے نت سروکار رہے

کہا رو کے آنکہون سے اون نے وہ اشک
کہ ہر اشک جسکا تہا آتش کا رشک

کہ یونہین ہین جلتی ہون سرتا بپا
پہر اب تو جلون کو جلاتا ہے کیا

کی اجزا پہ تہا ہر کے تونے نظر
یہ اوس ستر اوزان سی ہے بیخبر

کہ اوستا و دانا نے روز نخست
ہر اک کو کیا اک طرح پر درست

تنک[1] غور سے دیکہہ شان وجود
کہ ہے اک نئی ہر جگہ پر نمود

مثنوی بازیگر کا انتخاب

کہان ہے تو اے ساقی جام مے
وہ دے مے کہ تہی رونق بزم کے

مگر آج شاہانہ شادی کرون
پیون بادہ اور کیقبادی کرون

نکال ابر مینا سے خورشید کو
کہ روشن کرے جام جمشید کو

کہان ہے تو اے شوخ میکش کہان
کہ بے مے نکلتی ہے عاشق کی جان

وے جہوٹا کر اپنے لبون سے وہ جام
کہ مینا کرے جسکا بوسہ کا کام

[1] لفظ تنک اہل شہر کردہ سمجہتے ہین ۱۲

کہ یہ چرخ ناساز ہر ایک دم
الم پر الم دے ہے اور غم پہ غم

کہان ہے تو اے ساقی جام مے
رکھے گا مجھے مضطرب تابکے

جھمک جا تو نظرون مین یون بیدرنگ
کہ آجاے آنکھومین جون مے کا رنگ

نکر بر سے میرے تو اک دم کنار
مین دیتا ہون تجھکو قسم باربار

تجھے چین گیسو کی اپنے قسم
کہ ہین جسکے حلقون مین سو پیچ و خم

قسم ہے تجھے چشم خونریز کی
قسم ہے رخ فتنہ انگیز کی

تجھے اس میری گرمجوشی کسون [۵۱]
کہ ناز اپنے خموشی کسون

کہ لب لاکہہ حیلون سے کہولے نہ تو
جو مرجاے عاشق تو بولے نہ تو

مرے عمر کا جام لبریز ہے
دم نزع کیا جاے پرہیز ہے

مجھے دے وہ پینے کی اپنے عصیر
کہ ہون کار دوران سے عبرت پذیر

کوئی جام مے جلد بھر کر پلا
تغافل کے ماردن کو اپنے جلا

عجب لوگ ہین وہ کہ جنکو مدام
نہین ہے بجز خوشدلی اور کام

میسر ہے ہر وقت خوبان کا دید [۵۲]
ہے ہر شب شب قدر و ہر روز عید

کسی زلف سے گاہ کرتے ہین لہو
گہے نشۂ مے مین رہتے ہین محو

گہے بوس لب سے کنایات ہے
گہ آنکھون مین حرف و حکایات ہے

کبہو دے ہے وہ لاکہہ زور رونسی جام
کبہو لے ہے یہ سو نہورونسے کام [۵۳]

۵۱ کسون قسم کے معنی پر مردون کی زبان سے چھوٹ گیا ۱۲ ۵۲ دید کو اب مونث بولتے ہین ۱۲
۵۳ نہورون کا لفظ بھی ہمال کے محاورہ مین غریب ہے چٹکیان لینا مراد ہے ۱۲

کبھو سیر سنتی ہے آہنگ کی | کبھو تھاپ لگتی ہے مردنگ کی

کبھی ناچتا ہے وہ مہوش حضور | کہ جون برق رخشندہ یکسر ہے نور

ہے جنبش مین جسکی یہ سب تاؤ بھاؤ | کہ جون شعلہ ٹھہرے کہ ہو بہنے سے باؤ [۵۱]

وہ نکلی یہ سب زیب و زیور مین غرق | کہ نکلے ہے جسطرح بادل سے برق

کرون کیا مین صورت کا اوسکی بیان | کہ ہر عضو اوسکا تھا آشوب جان

تھی خلقت سے اس آب و گل کی بری | نجانے کہ تھی حور یا وہ پری

جو تھا قد مین اوسکے نکیلا پنان [۵۲] | کہان پائی برچھی نے ایسی سنان

نہ تھے ایک بال اوسکے جی کا وبال | لئے جاتے تھا دل کو چہرہ کا خال

دو چشم [۵۳] اوسکے دو مست تھی بادہ نوش | لئے تیغ ابرو کی بالاے دوش

تھی یہ مانگ مین سلک دُر کی بہار | کہ کالی گھٹا مین ہو بگلون کی ڈار

در گوش مین یہ قیامت صفا | کہ پہلو مین جون ماہ کے ہو سہا

وہ گھنگرو کہ جسکی جھمک یہ بلاے [۵۴] | کہ مردہ کو خواب عدم سے جگاے

ہوی اونکی جب پانو مین اوسکی جا | ہوا چار سو شور محشر بپا

کیا سرمہ تا اون نے دنبالہ دار | نہ تھا چشم کو اوسکے یکجا قرار

سبلے [۵۵] کیون نہ وہ ہووے وحشت پذیر | کفل مین جس آہو کے ہو بند تیر

---

۵۱ ہوا چلنے اور سنکنے کے محل پر باؤ بہنا اب نہین بولتے ۱۲ ۵۲ پنان مین آخر کا نون غریب ہے نکیلاپن یا نکیلا پنا بے نون کے اب بھی کہین گے ۱۲ ۵۳ چشم کو قائم نے اکثر مذکر باندھا ہے ۱۲ ۵۴ یہان بلاے مین ی محاورہ حال کے خلاف ہے ۱۲ ۵۵ سبلے اُردو مین اب نہین بولتے ۱۲

زبس عود سوزون مین روشن تہا عود
تہی بوی خوش اتنی کثیر الوجود

کہ کہتی تہی گہبرا کے ہر دم نسیم
کہ اٹہتا نہین مجہہ سے بارِ شمیم

مے لعل مانند خونِ حمام
کہ یاقوت جکا ہے ادنا غلام

ہر اک سمت تہا اوسکا مجلس مین دور
پیئے تہے زن و مرد پانی کے طور[۵]

یونہین تہا کوئی لحظہ یہ نای و نوش
تہے عیش و طرب ہمہ گرمجوش

زبس جوش کرتا تہا دل سے طرب
نہ ملتے تہے جون غنچہ شادی سے لب

خوشا ہمت سالکان سبیل
کہ اس رہ کے چلتے ہین فرسنگ و میل

یہی راہ شمشیر کی دہار ہے
ہمین ہر قدم نیشتر زار ہے

اوسی شخص کو مرد کہتے ہین ہم
کہ اس رہ مین اوترے وہ ثابت قدم

کہ یکسو اگر بیان سے ٹل جای پاؤن
تو اوسکو مین ٹہور ہے پہر نہ ٹہاؤن

پہ کب آسکے ہر یک ہنر سے یہ کام
کہ بازی ہے یہ شغل رندان و جام

سنجانے سے ہے کیا ہم سے گردونکو بیر
کہ آشوب جان ہی ہراک اوسکی سیر

وفا کی نہ رکہہ آسمان سے امید
کہ اول سے ہے خون انجم سفید

کرم کا ہے اس عہد مین کیا حساب
ہے دریا مین نت خشک جامِ حباب

کرے گا تو کیا بادہ لعل گون
پیالہ ہے تا شیشہ دل مین خون

عجب رہ ہے قائم رہ اہلِ دید
ہے چلنے مین وہان عیش مرنے مین عید

نہ جسکو کیا عشق کے غم نے شاد
بصد کام یہان سے گیا نامراد

[۵] محاورہ مین طرح ہے ۱۲

ہے مانا سیماب عاشق کا حال ۔ کہ بیطاقتی سے ہے جینا محال

پہ مرنے مین اوسکے یہ تاثیر ہے ۔ کہ جب مر چکے پہر اکسیر ہے

ہے اولٹا زمانہ سے عاشق کا کام ۔ کہ جینا ہے کفر اور مرنا حرام

خُم چرخ مین ہی مے عیش کم ۔ بہرا ہے تمام اس مین زہراب غم

نہین قابلِ سیر یہ سبز باغ ۔ کہ ہر لالہ اوسکا ہے پُرخون ایاغ

بسا گلعذارِ سمن بر کہان ۔ تہ خاک ہین ہر قدم پر نہان

جو سنبل کہ ماٹی[۵۱] سے نکلے ہے جم ۔ کسیکی ہے وہ زلف پر پیچ و خم

ہے نرگس جو اب شکل گل آشکار ۔ کسو وقت مین تہی وہ چشم نگار

یہ حسرت تہی عارض اُسے صبح و شام ۔ ہوئے خواب و خور اوسکے اوپر حرام

نہ جامہ کی پروا نہ تن کے حواس ۔ مہینے گزرتے تہے بدلے لباس

ہر اک لحظہ سینہ سے آہ و فغان ۔ چلے آئے تہے کاروان کاروان

کبہو نالۂ دل جگر تاب تہا ۔ کبہو اشک مین دل کا خوناب تہا

وہ دولت سرا جسمین ہر صبح و شام ۔ رہے تہی کئی[۵۲] عید کی دہوم دہام

یہ اوس سے گئی یک بیک خُرمی ۔ کہے تو نہ تہا یہان کبہو آدمی

نہ صحبت مین وہ انبساط قدیم ۔ نہ مجلس مین وہ ترّہات ندیم

نہ اندیشۂ مے نہ پروائے جام ۔ نہ ہنگامۂ عیش و عشرت سے کام

پڑا تہا کہین شیشۂ مخمور وش ۔ کہین ساغر مے تہا خمیازہ کش

۵۱ ماٹی اب نہین بولتے ۱۲ ۵۲ کئی کے بعد جمع لانا اب ضرور ہے ۱۲

ٹا باغ وگل پر پڑی غم کی اوس ۔۔۔ گیا شور مرغِ چمن لاکہ کوس
کیا چرخ نے اور صورت سے دور ۔۔۔ ہوا اور سے حال دوران کچہ اور

مثنوی[۵] درویش و عروس کا انتخاب

الٰہی شعلہ زن کر آتش دل ۔۔۔ تب دل دے بقدر خواہش دل
ہو شور انگیز[۵۳] چشمِ گریہ آلود ۔۔۔ لبِ زخمِ جگر کو رکہ نمک سود
کراست کرو عشقِ آتش انگیز ۔۔۔ کہ تا[۵۵] ہرِ استخوان میرا ہو گلریز ؎
ز موج[۵۴] اشک دے خنجر گلو کو ۔۔۔ نیابت جون سنان کی مو بمو کو
بنام آنکہ عشق آموز دل ہے ؎ ۔۔۔ چراغ افروز شمع سوز دل ہے

۵ یہ مثنوی قائم کے دیوان مین بہی موجود ہے - اور دیوان سودا مین بہی جا بجا تغیر کے ساتھ چھپ
ق ہے لیکن قرائن سے ظاہر ہے کہ قائم کی تصنیف ہے اصلاح کے لئے اوستاد کو نقل دی ہے اونہون نے
ملاح بہی کی واپس کرنے کی نوبت نہ آئی کہ شاید اوستاد وشاگرد مین بگاڑ ہوگیا اسی سبب سے قائم
کے دیوان مین بے اصلاحی رہ گئی - اور سودا کے دیوان مین وہی مثنوی اصلاح شدہ چھپ گئی
ایک قلمی نسخہ دیوان سودا کا ۱۲۳۷ھ کا لکہا ہوا کتب خانہ آصفیہ مین موجود ہے اوس مین یہ مثنوی
ن ہے اِس خیال سے انتخاب دیوان قائم مین اسس مثنوی کو شریک کیا گیا اور جہان جہان سودا کی اصلاح
ہے طلبہ کے فائدے کے لئے اوسے بہی لکہدیا ۱۲

۵۳ یہ مصرع اصلاح سے پیشتر یون تہا ع ہے نابر شور چشم گریہ آلود ؎ ۱۲ ۵۳ قائم نے اِس مصرع کو اس
سرح کہا تہا ع سبنے ہر استخوان میرے سے گلریز ۱۲ ۵۴ قائم نے یون کہا تہا شعر
ن دیدگان تر کر گلو کو ؎ نیابت دے سنان کی مو بمو کو ۱۲

دمِ[۹۱] ماہی ہے جس صورت سے پانی — اوسی سے ہے ہر اک کی زندگانی

جو دیکھے تو ہر اک دم کو با معان — تو کچھ سمجھے ہین یہ کیدھر کے فیضان

فضولی ہے اب آگے حرف و گفتار — کہ یک مشت[۹۲] غمون بس ہے زخردار

الا اے ساقیِ فرخندہ فرجام — ادب کی مے سے تو دانش کا بھر جام

کہ یہان نعت فضولی نا روا ہے — نہین یہ حمد نعتِ مصطفیٰ ہے

نہوتا وہ اگر زینت دہِ خاک — تصدق[۹۳] خاک کے ہوتے نہ افلاک

یہ منہ اوسکی ثنا لائق نہین ہے — ثناگر وہان کا جبریلِ امین ہے

بس اب بہتر ہے اِس جاگہ خموشی — کہ ہو[۹۴] عجزِ سخن کی عیب پوشی

سکوت[۹۵] برمحل ہے دل کی تفریح — سخن پر اوسکو سو درجہ ہے ترجیح

خداوندا بپے آلِ پیمبر — بحقِ باطن حضرِ چار سرور

مین ہون گو قابلِ نارِ جہنم — یہ تیرے فضل کا دریا ہے کیا کم

الا اے چارہ سازِ بادہ نوشان — زبان گویا کن[۹۶] خاک خموشان

ہے عرصہ دل پہ خموشی سے اب تنگ — رہے کب تک یہ آئینہ تہ زنگ

مٹی[۹۷] اِس خاک کی دہو مے سے کلفت — کہون مین تا استانِ جذبِ الفت

---

۹۱ یہ مصرع پہلے یون تھا ع ہے دم ماہی کا جس صورت سے پانی ۱۲ ۹۲ قائم نے یون کہا تھا مصرعہ غمون یک مشت ہے از چند خردار ۰ ۱۲ ۹۳ پہلے یہ مصرع اسطرح تھا ع بلا گردان خاک ہوتے نہ افلاک ۰ سودا نے دہ کا گرنا غلط سمجھ کر بدل دیا اور اب ہوتے کی ہ نہین گرتی ۱۲ ۹۴ (کہ ہو) کی جگہ پہلے (ہوتا) مصرع مین تھا ۱۲ ۹۵ اس مضمون کو قائم نے اسطرح ادا کیا تھا (کہ چپ رہنا جو واقع مین بجا ہی) کلام غیر موقع سی بہا ہی اسکو سودا نے کاٹ دیا اور اوسکی جگہ یہ شعر لکھ دیا ۱۲ ۹۶ قائم کے دیوان مین مست خموشان تھا اور خاک خموشان سودا کی اصلاح ہی ۱۲ ۹۷ یہ مصرع پہلے اسطرح تھا (مٹا دو مے جا جس سے دل کی کلفت) ۱۲

کہ تہا پنجاب مین اک مرد درویش
گرفتار بلاے حالتِ خویش

برنگ شمع سر سے پاؤن تک نار[۵۱]
یہ تہی اک اشتعالک اوسکو درکار

مقام اوسکا تہا اک جا کہ سر راہ
بوضع تکیہ ہے جس سے تو آگاہ

شجر وہان کا ہر اک اتنا تہا بخوبی
نہ پہونچے جسکی کیفیت کو طوبی

غرض سایہ کی وہان کے سو سلاسل[۵۲]
کشان تہی سو طرف سے دامن دل

مسافر جو کوئی اوس راہ آتا
وہ دل سے یاد منزل بہول جاتا[۵۳]

سراے دہر تہی گویا وہ جا گہہ
کہ جو آیا سو بہولا منزل و رہ

بسر کرتا تہا جس صورت سے دن رات
کہان پائی فرشتہ نے یہ اوقات

قضا نے اس مین یہ بازی اوٹہائی
کہ نا گہہ اک برات اوس راہ آئی

زبس دیکہی جگہ سطبوع و جا سرد
اوتر بیٹہے ہر اک سو عورت و مرد

جہان پر قافلہ اوترا تہا سارا
وہین اک سمت دولہن کو اوتارا

ہوئی گرمی سے ڈولی کی وہ جب تنگ
کیا اون نے ہوا کہانے کا آہنگ

دوچار اوس سے ہوا یہ مرد درویش
گیا بیچارہ اک جہمکی مین از خویش

نجانے تہی نگہ یا تیر تا تار
کہ بے تحریک رہ دل سے ہوی پار[۵۴]

---

[۵۱] یہ شعر قائم کے دیوان مین بالکل نہین ہے اوستاد نے بڑہا دیا ہے ۱۲ [۵۲] قائم نے اس مضمون کو یون کہا تہا (غرض سایہ کا جو لگہ کر تہا وان * و کشان تہا سو طرف سے دامن جان *) درخت کے سایہ کو سلاسل سے تشبیہ یہ سودا کی اصلاح ہے ۱۲ [۵۳] قائم نے کہا تہا یاد منزل کی بہلاتا۔ اوستاد نے یہ معنی پیدا کر دیئے کہ (کہ از خود بہول جاتا) اسکے سوا پہلا قافیہ آتا اوسکے مقابلہ مین جاتا حسن سے خالی نہین ۱۲ [۵۴] قائم نے کہا تہا (کہ اک تحریک مین دل سے ہوئی پار) اوستاد کو تحریک نگاہ بے موقع معلوم ہوا اوسے بے تحریک رہ بنا دیا یعنی نگاہ آنکہ سے دل تک حرکت نہین کی اور پہر پار ہو گئی ۱۲

نگاہون مین رہا صد بحث و تکرار ۔ نہ تھا ہر چند وان امکان گفتار

پر اس عرصے مین کچھ وہ بھی پڑھی دھوپ ۔ بس خورشید کا مین ہوا روپ

طلب کی دل سے ہر اک نے اجازت ۔ کہ بس چلیے اب نہین اتنی تمازت

الا اے ساقی خون جگر نوش ۔ نکر یا تنک حق صحبت فراموش

کوئی یہ بھی دلازاری کا ڈھب ہے ۔ کہ مین مرتا ہون تو رخصت طلب ہے

وداع یار نے کی یہ منادی ۔ کہ یان آخر ہے غم انجام شادی

گئی وہ اوسطرف اور یان یہ غمناک ۔ کہے تھا زیر لب با چشم نمناک

کوئی دیتا ہے اوس ظالم کو بھی دل ۔ کہ جاوے چھوڑ صید نیم بسمل

چڑھا اک پیڑ پر وہ شعلہ آسا ۔ قفس دل سے لہو کا اپنے پیاسا

جہا تنک قوت مد نظر تھی ۔ یہ تھا یان اور نگہ اوسکی اودہر تھی

نظر آنے سے مطلق رہ گیا جب ۔ ہوا دہ روز اوس پر تیرہ جون شب

گرا اوپر سے نیچے وہان یہ مجروح ۔ گئی دنبال ڈولی کے چلی روح

اوٹھا ہر سو قیامت کا سا اک شور ۔ کہے تو پھونکی اسرافیل نے صور

دل اوسکے غم مین لاکھون کلفت اندود ۔ ہزارون چشم و مژگان گریہ آلود

غرض جس طور پر ہے رسم و آئین ۔ کیا اوس مرد کا تجہیز و تکفین

الا اے ساقی خمخانۂ عشق ۔ اودہر دے تک دو سہ پیمانۂ عشق

نجانے یہ محبت کیا بلا ہے ۔ کہ جسکی آگ سے عالم جلا ہے

جہان پاوے گا تو آشفتۂ بلبل ۔ پھٹا دیکھے گا جیب طاقت گل

چنانچہ واقف راز نہانی ۔ کرے ہے اسطرح گوہر[۱] فشانی

[۱] قائم کے دیوان مین گوہر فشانی کی جگہ آفت بیانی ہے ۱۲

کہ یہان درویش نے جس وقت دی جان ۔ وہی ساعت وہی لحظہ وہی آن

وہ شوخ اسطرح وان آشفتہ تر تھی ۔ گویا اس حال سے اوسکو خبر تھی

یہ اوبی اک محبت کا اثر ہے ۔ کہ دل کو حال سے دل کی خبر ہے

سُنا ہے مین کہ تہا لیلی کا قصد ۔ کہ پھر دفع وحشت کیجیئے فصد

ہوا فصّاد حاضر حسب ارشاد ۔ یہ کیا فصاد اس فن کا اک اُستاد

ہوا گردون دون اس سے ساعد[٩١] ۔ لی اپنے ہاتھ مین اون نے وہ ساعد

ہوا جاری رگ لیلی سے یہان خون ۔ چُھٹی بے نیشتر وہان فصد مجنون

چنانچہ نقد کا اس زر کے صراف ۔ سکے ہے اسطرح احوال اسلاف

کہ جب وہ نازنین کسپیچ آئی ۔ دیا ہر ایک نے جی رونمائی[٩٢]

کئے سب نے پہ نچھاور اس قدر دُر[٩٣] ۔ کہ صحن خانہ گوہر سے ہوا پُر

ہوی جو چشم اس رو پر نظر باز ۔ کیا اوس چشم پر نظارہ نے ناز

تھی گھر مین ہر طرف شادی سے سو ہوم[٩٤] ۔ پہ وہ بیچارہ اک حالت مین مغموم

---

٩١ قائم نے اِس مضمون کو اِن قافیون مین کہا تھا ۔ ہوا اوس سے ساعد چرخ کجباز ۔ لی اون نے ہاتھ مین وہ ساعد
۔ سودا نے دیکھا کہ دونون مصرعون مین ساعد و ساعد قافیے موجود ہین پھر کجباز و ناز کی کیا ضرورت ہے ١٢ ٩٢ یہہ
مصرع یون تہا (دی جان ہر اک نے اوسکو رونمائی) اوستاد نے بندش کو صاف کر دیا کہ اَب وہ سستی کی بو نہین کرتی اور
سے ایک فصیح معلوم ہوتا ہے ١٢ ٩٣ قائم نے کہا تہا نچھاور کے لیئے سپیکے یہ سب دُر ۔ اس
۔۔۔ اسقدر کے معنی پر صرف کیا ہے اور یہی وجہ اصلاح کی معلوم ہوتی ہے ١٢ ٩٤ یہ شعر قائم کے دیوان مین
ہے ملا سودا کے دیوان مین جو یہ مثنوی چھپی ہے اوسمین یہ شعر نہین ہے شاید نکال ڈالا ہوگا مگر ربط کے لیئے اس
کا ہونا ضرور ہے ١٢

اوسکو صبر نہ طاقت نہ آرام — ہمیشہ گریہ و زاری سے تھا کام

ہر اک دم تازہ اوسکو اک خلش تھی — مقیم سینہ جا سے دل تپش تھی

برنگ زلف گہ آشفتہ اطوار — گہے جون نرگس مخمور بیمار

بجان سب گھر کے لوگ اوسکے تعب سے — ولے واقف نہ تھا کوئی سبب سے

بقدر فہم ہر اک کو چاک و بیر — کرے تھا اوسکے بہونیکی تدبیر

پر اوس کا حال تھا ہر دم تباہی — تپان تھی جسطرح خشکی مین ماہی

نسیم آسا اوڑاتی تھی کبھو خاک — کبھو جون گل کرے تھی پیرہن چاک

کبھی کہتی تھی ہے ظالم وہ مظلوم — گیا ہے کن امیدون ساتھ محروم

دماغ اپنا جلاتے تھے زن و مرد — ولے[51] افزود تھا ہر لحظہ وہ درد

بہت کھینچی جب اوس دکھ نے درازی — نظر آئی یہ سبکو چارہ سازی

کہ اس مجروح غم کو سوے خانہ — بہر تقدیر بھیجے اب روانہ

یہ لکھئے خط کہ تا لینے کوئی آئے — اسے جس حال سے ہو گھر کو لیجائے

ارے اے بادہ نوش گردش دہر — نہ دینا جام مجھکو ہے یہ کیا قہر

ہون تشنہ لب نہایت مثل خامہ — دے وہ مے جس سے ہون سرگرم نامہ

کہ اسے تاج سر قوم و قبایل — سراسر شفقت و اشفاق مایل

وہ گوہر جسکے رشتہ سے ہر اک یہان — بجو و بالیدہ[52] تھا مانند مرجان

خدا جانے کہ اسکو کیا بلا ہے — بدا تقدیر کا کیونکر ہے کیا ہے

---

[51] قائم نے یہ مصرع بہت اُلجھے ہوئے لفظون مین کہا تھا (یہ صد چندان تھا ہر اک لحظہ وہ درد) ۱۲ [52] یہ مصرع اصلاح سے پہلے اسطرح تھا (گہر کی طرح تھا بر خویش نازان) ۱۲

جهانتک چاره دان تهی سب هین ناچار　　په کچهه سمجها نهین جاتا یه آزار

مگر بعضا کوئی بعد از تامل　　کرے سب اس طریقه پر تعقل

که تهی یه اقربا اپنے سے مالوف　　سے هے صحت اوسکی وهان هونی په موقوف

سو یه گهر اور وه گهر ایک سا هے　　یونهین گر مصلحت ٹهہری بهلا هے

کسیکو بهیجیے ایدهر روانه　　که لیجا اسکو یهان سے سوے خانه

کیا یه لکهه کے خط ملفوف جبدم　　هوے اس مصلحت سے سب وه خورم

لکها تقدیر کا هرگز نجانا　　کرے گا کیا کوئی دم مین زمانا

دیا یه خط کسو اِک پیک کے هات　　که جانا یهان سے وهانتک جسکو اِک بات

چنانچه یون سنا هے مین که جبدم　　هوا یه پیک اوس منزل کا محرم

پس از تبلیغ چندین حرف جان کوب　　دیا اون نے اونهین آخر یه مکتوب

پس از قطع مسافت یه عزیزان　　هوے وارد جو وان افتان و خیزان

جهانتک اوس جگه کے تهے اکابر　　هوے خدمت مین اونکی آ کے حاضر

کر آخر صبح کا چلنا مقرر　　هوے یه مائل آرام یکسر

ارے اے گردش افلاک بے مهر　　ملائے خاک مین کیا کیا تو سپهر

وه کس سبزه نے ایسا سر اوٹهایا　　نه جس کو خاک مین تو نے ملایا

دی تو نے جان شیرین پل مین برباد　　ترے سر په هے ثابت خون فرهاد

هے کل کی بات وه بارا تو در پیش　　هے آج اس نازنین کا فکر در پیش

یه سب کرتے تهے ساته اوسکے مدارا　　یه وحشت اوسکی ڈهونڈهے تهی کنارا

نه تها اوس کو کسیکے ساتهه آرام　　وهی دیوانگی سے دمبدم کام

نہایت اک کنیز کہنہ عصر
کہ دلکش نظم سے جسکی ہر اک نثر

جہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زال
تھی وان دلالہ و محتالہ کیا مال

ہوئی در پے فسون سازی کے جب
ہوے اوس سے جدا جتنے تھے وان سب

نجانے کیا کی اوس کافر نے تدبیر
کیا وو ہی[۵۱] سخن مین اوسکو تسخیر

جب اس حالت سے آئی کچھہ سر راہ
سواری مین وہ بیٹھی اور یہ ہمراہ

غرض[۵۲] جب وان سے چل نکلی سواری
ہوئی دونی وہ اوسکی بیقراری

نہ تہا صبر و سکون اوس کو نہ آرام
یہ وہ باتون مین کرتی تہی اسے رام

کبہو کہتی تہی خویش و قوم کا حال
کہ تجھہ بن زندگی ہے اون پہ اشکال

یہ[۵۳] نحو سے قصہ و دستان معقول
کبھی رکہتی تھی اوس وحشی کو مشغول

ہین[۵۴] دلجوئی کے جس صورت سے انداز
سر زلف سخن کرتی تہی وہ باز

کہین آمین علی وضع روایت
کی اوس تکیہ سے بہی اون نے حکایت

کہ اک جا آئی ہے آگے سر راہ
نپٹ دلچسپ اور مطبوع دلخواہ

جگہ اتنی تو کیا اک مختصر ہے
عجب کچھہ لطف سے پر سبز و تر ہے

گلون مین سبزہ یون لہراے ہی وان
ہو جیسے مور مستی مین پر افشان

غرض[۵۵] وان کے خیابان کی ہر اطراف
ہے سینہ سے بہی مہرو یونکے کچھہ صاف

---

۵۱ وہ ہی سخن سودا کی اصلاح سے ہے قائم نے یہان پر قدو ذو بحیث کہا تہا ۱۲ ۵۲ یہ مصرع اصلاح سے پہلے یون تہا (چلی القصہ جب وان سے سواری) ۱۲ ۵۳ یہ شعر قائم نے اسطرح کہا تہا (کبھی جیسے ہین دلجوئی کے معمول۔ یہ باتون مین اوسے رکہتی تہی مشغول) ۱۲ ۵۴ اس شعر مین دلداری کا لفظ تہا استاد نے دلجوئی بنا دیا ۱۲ ۵۵ قائم نے یون کہا تہا (غرض گلشن کے اوس تکیہ کے اطراف) ۱۲

چل اب بیٹھیں گے اوس جاگہ کوئی دم / فرو ہوتا دلِ محزون سے کچھ غم
گلوں کے ساتھ واں کرنا تو بازی / ہوتا بلبل کے دل کی چارہ سازی
پریشاں گل پہ کیجو تارِ سنبل / بہم شرمندہ ہوں تا سنبل و گل
نہیں گل شاخ پر البتہ مرغوب / جو پہنچے ہاتھ تک تیرے تو ہے خوب
سُنے جو اون نے وہ حرف فسوں دم / ہوئی دل میں نہایت شاد و خرّم
اسی صورت سے تھا یہ ذکر و اذکار / کہ وہ تکیہ ہوا ناگہ نمودار
کیا حضار نے واں سے کنارا / اسے پروا کر اوس جاگہ اوتارا
الا اے ساقی میخانۂ ناز / نہ رکھ مے کو لب ساغر سے تو باز
غنیمت ہے ارے ظالم کوئی دم / یہ ہے عرصہ زندگانی کا نپٹ کم
کہ شمع بزم ہستی آہ فریاد / سدا رہتی ہے زیرِ دامن باد
قدح کو آتش تر سے کیے بھر تو / طراوت دے گلِ داغ[۱] جگر کو
خوشا تاثیر جذب عشق کامل / سراپا ہے اثر جس سے ہر اک دل
کیا ہے دل نے آئینہ کو حیران / دیا ذرہ کو دل نے شوق طیران
کرے عاشق کا یہ ظالم اگر کام / نہ دے معشوق کو بھی ہرگز آرام
فسوں سازی پہ اپنی جب کبھو آئے / جنازہ پر نہیں تو گور پر لائے
اسی صورت سے اس کافر کے ہیں ڈول / چنانچہ ہے اوسی راوی کا یہ قول
کہ جب وہ نازنیں تکیہ میں آئی / جگہ درویش کی اک گور پائی
کیا صد آہ آتشناک نے جوش / پہ غیرت اوسکو کہتی تھی کہ خاموش

۱؎ قائم نے کہا تھا (طراوت دے گلِ باغِ جگر کو)

چھپے دل سے ہزارون نالے تا لب — وہ لے دل جاتا تھا اوسکو یا لب
ہزارون گریہ کے اوٹھتے تھے طوفان — نہ تھا اِک رشحہ لیکن زیبِ مژگان
غمِ دل کا کرے تھی سو طرح ضبط — یہ ضبط و عشق اسے غافل ہے کچھہ ربط
شرارِ غم نے کی آخر شرارت — بدن مین یک بیک آئی حرارت
گری بے طاقتی سے وان یہ غمناک — طرح پانی کے لرزی ہر طرف خاک
پکڑتے تھے اوسے ہر چند احباب — [۹۱] یہ نکلی جاتی تھی ہاتھون سے جون آب
اِسی صورت سے یہ غلطان تھی کچھہ دور — کہ جذبِ عشق نے ٹکڑے کی وہ گور
اُٹھا دودِ دل اوس جاگہ کچھہ ایسا — نظر آتا جسے کہتے ہین کیسا
نجانا پھر کہ وان کا حال کیا تھا — یہی وہ گور تھی یا اژدہا تھا
کہ جن نے بے تامل ایک دم مین — لیا اوس نازپرور کو شکم مین
ہوئی جون آب پنہان یہ تہ خاک — رہے باہر وہ سارے مثل خاشاک
چنانچہ لوح خوانِ بزم ماتم — کرے ہے اسطرح سے نالش غم
کہ اِس حالت کو گزری جب کچھہ اک دیر — لگا آنے نظر درویش کا ڈھیر
ندیکھا رخنہ اوس جاگہ مین نے درز — مسلّم جسطرح تھا وہ اوسی طرز
مگر باقی تھا اوس مہ سے یہ آثار — کہ اِک گوشہ تھا مقنع کا نمودار

[۹۱] اصلاح سے پہلے یہ مصرع اسطرح تھا (یہ نکلی جاتی یہ ہاتھون سے جون آب) ۱۲ [۹۲] یہ شعر اور اِسکے بعد کے کئی شعر (جو کہو لاگو رکو تو وہ وفا کوش۔ تھے دونون ایک بغلی مین ہم آغوش۔ نہ کر سکتا تھا فرق اون مین کوئی فرد۔ کہ ہے زن کون سی اور کون ہے مرد۔) سودا نے اِس مضمون کو بے لطف سمجھکر نکال ڈالے ہین ۱۲

جو تھے اوس نازنین کے اقربا وہان | ہوے اِس ماجرے سے سب وہ حیران
کہ یارب کسطرح اب گھر کو ہم جائین[51] | بہلا جائین تو منہ کیا لیکے دکھلائین
کوئی کرتا تھا تن پر پیرہن چاک | کوئی ڈالے تہا سر پر متصل خاک
پہر آخر جسطرح سے ہے رسم و آئین | لگے کرنے انہون کی لوگ تسکین
کہ گو سے کیجے ہزارون نالہ و آہ | نہین وان کے گئے کو پہر ادہر راہ
ہے یہان دم مارنے کا کسکو یارا | نہین بندے کو غیر از صبر چارا
نہ جان اشکال عالم دیرپا ہین | یہ سب بیلی خور دست قضا ہین
بگاڑے ہین ہزارون رو و کاکل | بناے اِس چمن کا سنبل و گل
غرض سمجہا کے اون کو چار ناچار | کہا ہر ایک سے[52] ہے صبر درکار
نہ دیکہا جب اونہون نے کچھ بہی حاصل | غم خاطر سے غیر از کاہش دل
اوٹہایا رخت غم وہانسے بصد جبر | کیا صرف گریبان رشتۂ صبر
گئے[53] گہر کو بچندین محنت و غم | ہے جس صورت سے رسم اہل ماتم

[51] قائم نے یہان پر یہ شعر کہا تہا (کہ یارب فرق ان کا کسطرح پائین ۔ کسے رہنے دین یان اور کسکو لیجائین) ستاد نے فرق والا شعر کاٹ دیا تہا اس سبب سے اس شعر کو بہی بدل دیا ۱۲ [52] قائم نے کہا تہا (کہا ہر ایک سے اب صبر درکار) [53] اس شعر کے بعد دیوان قائم مین یہ اشعار بہی ہین اشعار

سے واقف راز پنہانی | سجان اسبات کو پہیری کہانی
بیا از اسکا وحدت آہنگ | کرے معشوق ہی عاشق کو بیرنگ
کہ وہ اپنے منہ کو او پہیر | تو ہم کیا ہین یہی اک خاک کا ڈہیر
بت عجب کچہ ہیچ و اہیا | کہ ہین جون قطرہ اس دریا مین نایاب

محک اس عشق مجازی کو تو گر غور | کہ گر ہو سے اس بازی کا یہ طور
تو وہ معشوق معنی جس سے ہم سب | ہین جیون آئینہ سر تا پا لبالب
کرین گم اس انانیت کو مطلق | بنا وین آپ مین جز ہستی حق
ہوئے ہین ذات حق مین سطرح غرق | کہ پہر دشوار بنا آپ دہین فرق

(بقیہ صفحہ ۹۱)

بس اے قائم خموشی پیشہ کر تو	سخن کے طول سے اندیشہ کر تو
سخن سے ہے گرچہ اے دل میوہ لب	یہ خاموشی کو کر تو شیوہ لب

مرثیون کا انتخاب

خدا سے آئی ہے جنکی طرف مدام سلام	سکے ہے وہان کے غلامونکو یہ غلام سلام
صلواۃ بہیجے ملک اوس کسی پہ ہو جس کا	تری جناب مین مقبول یا امام سلام
ہو کیا جو بندگی و عجز بندگان سن لو	ہو تم کہ تمکو خدا سے ہو نت پیام سلام

ولہ

ای قوم تک سنو تو تو بہلا ہاے ہاے ہاے	خنجر تلے ہے کسکا گلا ہاے ہاے ہاے
جو دل ہے آج جگ مین سو ہی درد دل سے پُر	کسکا یہ گہر دیا ہے جلا ہاے ہاے ہاے
یہ بنت فاطمہ ہے کہ جن نے بچا ہے خاک	خون حسین منہ سے ملا ہاے ہاے ہاے
کسکا ہے یہ عیال[ف] کہ بے محمل و جہاز	جاتا ہے اشترون پہ چلا ہاے ہاے ہاے
زنجیر اوسکے پاؤن تو اوسکے گلے ہی طوق	یہ کون ہے اسیر بلا ہاے ہاے ہاے
جنگل مین کنکرون پہ وہ سوتا پڑا ہے آج	گودی مین جو نبیؐ کی پلا ہاے ہاے ہاے
پانی جنہین دیا نہ کسی نے جز آب تیغ	سو تشنگان کرب و بلا ہاے ہاے ہاے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) اور اسی طرح کے سب اشعار قائم نے اوسی مضمون کی بنا پر کہے تھے مصرعہ کہ ہے زن کون سی اور کون ہے مرد۔ سودا نے اوسے بہی نکال ڈالا اور اوس مضمون کے متعلق جتنے شعر تھے وہ بہی بنائے فاسد علی الفاسد خیال کر کے نکال ڈالے ۱۲

[ف] عیال کو جمع اب استعمال کرتے ہین ۱۲

ولہ

اے فلک تجھسا بھی کوئی اور بد کردار ہے | آلِ پیغمبر پہ جسکو یہ ستم ہموار ہے
جون حباب و موج دم لینا اونہیں دشوار ہے
ایک سر ہی جس جگہ وہان سیکڑون تلوار ہے

قتل کرتے ہین کسی ایسے ہی مجرم کو کبھو | پوچھتے ہین اوس سے بھی کیا ہے تیری آرزو
ذبح کیجے سبطِ پیغمبر کو یون تشنہ گلو
اور نہ کیئے اوس سے پانی بھی تجھے درکار ہے

مین سنے یہ اتنا ستم دنیا مین ہو ہے بیش و کم | پیر نہ جوان پہ ستم گزرا ہے اتنا ہی ستم تو
ہو نہ اک پیاسے کو مارے پیاس کی جنگل مین دم
اوس گلے پر آب کے بدلے چھری کی دہار ہے

کس کے گھر پہ یہ ستم ٹوٹا ہے کوئی دے نشان | گود مین بابا کے کس بچہ کی یون نکلی ہے جان
اوس طرف عرضِ عطش کو اون نے کاڑہی[٥١] ہے زبان
اسطرف پیکانِ تیر اوسکی قفا سے پار ہے

اہلِ بیتِ مصطفیٰ کو کیجیے اونٹون پر سوار | ہو نہ پوشش کچھ بدن پر اوڑھنے کو جز گرد و غبار
ہاتھ مین عابد سے اک بیمار کے دیجے مہار
آگے سر برچھی پہ اوسکا گھر کا جو سردار ہے

مجھکو حیرت ہے کہ تہا جس دشت مین اوسکا گزر | کیون نہ جون گردون زمین وہان ہوگئی زیر و زبر
جو کفِ پا برگِ گل سے بھی تہا نازک بیشتر

٥١ کاڑہنا نکالنے کے معنی پر شہر کے محاورہ مین نہایت مکروہ ہی ١٢

ہر قدم آرامگہ[1] اوس کا سنانِ خار ہے

اسطرح ہر اک قدم اوس نے جو کی چلنے مین دیر
ہر طرف سے آئے ہین گھوڑونکو ظالم پہیر پہیر
خار کے مانند تھے ہین بیچ مین گلبن کو گھیر
زخم سیلی سے قفا جون برگ گل افگار ہے

ولہ

گاہ یون کرتی تہی اصغر کی مصیبت کا بیان
اے مرے پیارے گیا ہی کھیلنے کو تو کہان
کسکو لے دوڑ کر گودی مین یہ آزردہ جان
کسکو بھائی کہہ پکارے اب یہ دکھیاری بہن

کیا خطا تجہسے ہوئی تہی ای مرے معصوم پاک
زخم سے جو تیر کے تیرا گلو ہو دردناک
کیون نہ جون غنچہ گریبان کو کرون اس غم سے چاک
کیون نہ پہاڑون اس مصیبت مین مین جون گل پیرہن

حال کو ترے مین پیارے جس گہڑی کرتی ہون غور
اک ستم ہوتا ہے طاری اس دل غمکش پہ اور
ہاے وہ سر پر ترے ٹوپی کے کج رکہنے کا طور
واے وہ تیرے گلے کے بیچ کرتے کی پہبن

انکہہ سے تیری جو سوتے مین اچہٹ جاتی تہی خواب[2]
دل مین ہوتا تہا اک عالم کے عجب اک اضطراب
آہ کس کس مشکلون سے پہر تجہے آتی تہی تاب
یا تو یہ سویا کہ ہے اب جاگنا تجہکو کٹھن

[1] آرام گاہ اب مونث ہی ۱۲ [2] خواب کو اب مذکر بولتے ہین ۱۲

باغ خیر